ماہنامہ

انصار اللہ

صلح ۱۳۸۱ہش
جنوری ۲۰۰۲ء

فدائے خلق

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہؑ فرماتے ہیں:

ہیچ کس از خُبثِ شرک و رِجسِ بُت آگہ نشد ... ایں خبر شد جانِ احمد را کہ بُود از عشق زار
کس چہ میداند ِکرازاں نالہ ہا باشد خبر ... کاں شفیعے کرد از بہرِ جہاں در کُنجِ غار
کُشتہ قوم و فدائے خلق و قربانِ جہاں ... نَے بچشمِ خویش میلش نَے بنفسِ خویش کار

ترجمہ: کوئی بھی شرک کی نجاست اور بتوں کی گندگی سے آگاہ نہ تھا صرف احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو یہ آگاہی ہوئی جو محبتِ الٰہی سے چُور تھا۔ کون جانتا ہے اور کسے اس آہ وزاری کی خبر ہے؟ جو اس شفیعؐ نے اس جہان کے لئے غار حرا میں کی۔ وہ کشتہ قوم، فدائے خلق اور اہل جہان پر قربان تھا نہ اسے اپنے تن بدن سے کچھ تعلق تھا نہ اپنی جان سے کچھ کام۔

(روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۴-۲۵)

ایڈیٹر
نصر اللہ خاں ناصر

اراکین خصوصی و اراکین مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال ۲۰۰۲ء-۱۳۸۱ہش کے لئے مندرجہ ذیل اراکین خصوصی و مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان کی منظوری عطا فرمائی ہے-اللہ تعالیٰ ان سب کو احسن رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے-آمین

(مرزا خورشید احمد) صدر مجلس انصاراللہ پاکستان

اراکین خصوصی

۱-مکرم محترم مرزا عبدالحق صاحب

۲-مکرم محترم چوہدری حمیداللہ صاحب

۳-مکرم محترم شیخ محبوب عالم خالد صاحب

۴-مکرم محترم چوہدری شبیر احمد صاحب

اراکینِ مجلس عاملہ

۱-مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب	نائب صدر اول
۲-مکرم حافظ مظفر احمد صاحب	نائب صدر
۳-مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب	نائب صدر
۴-مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب	نائب صدر صفِ دوم و قائدِ تعلیم
۵-مکرم محمد اسلم شاد منگلا صاحب	قائدِ عمومی
۶-مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب	قائدِ اصلاح و ارشاد
۷-مکرم مبارک احمد طاہر صاحب	قائدِ تربیت
۸-مکرم کیپٹن شمیم خالد صاحب	ایڈیشنل قائد تربیت نو مبائعین
۹-مکرم منیر احمد چٹھہ صاحب	قائد تعلیم القرآن
۱۰-مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب	قائدِ اشاعت
۱۱-مکرم سید قاسم احمد شاہ صاحب	قائدِ ایثار
۱۲-مکرم عبدالجلیل صادق صاحب	قائدِ ذہانت وصحتِ جسمانی
۱۳-مکرم سید طاہر احمد شاہ صاحب	قائدِ تجنید
۱۴-مکرم خالد محمود الحسن بھٹی صاحب	قائدِ تحریکِ جدید
۱۵-مکرم لطیف احمد جھمٹ صاحب	قائدِ وقفِ جدید
۱۶-مکرم عبدالرشید غنی صاحب	قائدِ مال
۱۷-مکرم منور شمیم خالد صاحب	آڈیٹر
۱۸-مکرم چوہدری نعمت اللہ صاحب	زعیم اعلیٰ ربوہ

احمدی انصار کی تربیت کے لئے
ماہنامہ انصاراللہ
ایڈیٹر: نصراللہ خاں ناصر

صلح ۱۳۸۱ ھش - جنوری ۲۰۰۲ء
جلد نمبر ------------------ ۴۳
شمارہ نمبر ------------------ ۱

نائبین: پروفیسر محمد اسلم صابر، ریاض محمود باجوہ، جاوید احمد جاوید

اس شمارہ میں

پبلشر: عبدالمنان کوثر
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصاراللہ
دارالصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)
ڈیزائن و کمپوزنگ: صداقت احمد محمود

شرح چندہ (پاکستان)
سالانہ ------------------ ایک سو روپے
قیمت فی پرچہ ------------------ دس روپے

اداریہ

محاسبۂ نفس اور عزمِ نَو

ہر سال اپنے اختتام کے ساتھ بعض خوشگوار یادیں چھوڑ جاتا ہے اور انسان محسوس کرتا ہے کہ اس کے گزرے ہوئے ایام رضائے الٰہی کا موجب تھے اور اس نے یہ سارا عرصہ اپنے خالق و مالک کی محبت اور اس کی مخلوق سے ہمدردی اور خدمت میں صرف کیا تو یقیناً اس کا دل ایک گونہ اطمینان محسوس کرتا ہے۔ مگر دوسری طرف انسان کی بشری کمزوریاں یا خطائیں بھی ہوتی ہیں جس سے وہ نادم اور پشیمان بھی ہوتا ہے تو اس مقام پر بھی اسے اصلاح کا موقعہ میسر آتا ہے اور وہ اصلاح نفس کے ساتھ صمیمِ قلب سے عزمِ نَو کے لئے قدم اٹھاتا ہے۔ یہ وہ موقع ہے کہ اسے اختیار کرنے والا رفعتوں سے ہمکنار ہو کر ایک نئے انسان میں جنم پاتا ہے۔

نئے سال کی مبارکباد ایک نیک خواہش اور دعا کی حیثیت سے باہمی محبت صلح و آشتی اور ہمدردی کا ایک اچھا طریق رائج ہے۔ دوسرے کے لئے نئے سال کو برکت کا موجب قرار دیتے ہوئے ایک طبعی خواہش اور تڑپ اپنے دل میں بھی پیدا ہوتی ہے کہ وہ آئندہ سال کو اپنے اچھے اعمال و کردار سے گزارتے ہوئے مثالی بنائے گا۔ اس طرح تعمیر شخصیت کے لئے نئے سال کی افادیت بڑھ جاتی ہے۔

نئے سال کے طلوع کے ساتھ اگر اپنے ماضی کو بھی بنظر غائر دیکھ لیا جائے تو محاسبہ نفس کی توفیق مل جاتی ہے جو آنے والے سال کو بہتر بنانے میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہے۔ یہ وہ پہلو ہے۔ جو انسانی زندگی میں انقلاب کا موجب ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے انسان کے لئے خوشخبری دی ہے کہ وہ بارگاہ الٰہی میں محبوب و مقبول قرار پاتا ہے اور اس کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

> ''خدا سے ڈرتے رہو اور **تقویٰ** اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ۔ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اُسی کے ہو جاؤ اور اُسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اُس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے **تقویٰ** سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں۔ بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔''
> (کشتی نوح صفحہ ۱۴ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۲)

تقویٰ سے انسانی اخلاق میں حُسن پیدا ہوتا ہے اور جب تقویٰ کا درخت نشو و نما پاتا ہے تو اسی درخت پر پھول و پھل آتے ہیں۔ حضرت اقدسؑ نے تقویٰ کو نیکی کی جڑ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

ہر یک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے   اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

نیز فرمایا:۔

''یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔ (ایضاً صفحہ ۱۵)

جماعت احمدیہ کی تعلیم مخلوق خدا سے ہمدردی کے ساتھ انفرادی اور قومی فارم پر صلح اور امن و آشتی ہے حضرت اقدسؑ نے اپنی جماعت کو جو تعلیم دی ہے اس سے بھی امن و سلامتی کے نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں۔

''O بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر۔ O اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو۔ O امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔ O تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ O تم اپنے ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر رحم ہو O مخلوقِ خدا کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ O غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ O تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ O تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ (ایضاً صفحہ ۱۱ تا ۱۳)

یہ وہ تعلیمات ہیں جو ہمارے معاشرہ کو جنت نظیر بناتی ہیں۔ اور اسی کا خلاصہ جماعت احمدیہ کا ماٹو (Moto) کہ ''محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں'' صلح امن اور سلامتی کا شاہکار ہے۔ خدا کرے کہ تمام دنیا اس امن و سلامتی اور محبت و ہمدردی کا گہوارہ بن جائے۔

تقریب رخصتانہ: ماہنامہ انصار اللہ کے اسسٹنٹ ایڈیٹر مکرم جاوید احمد جاوید صاحب (مربی سلسلہ احمدیہ) کی صاحبزادی مکرمہ عزیزہ سلطانہ جاوید صاحبہ کی تقریب رخصتانہ ہمراہ مکرم فہیم احمد صاحب ابن مکرم رانا عبدالسمیع صاحب (ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر) مورخہ ۲۳ دسمبر ۲۰۰۱ء بروز اتوار عمل میں آئی۔ اس موقعہ پر مکرم راجہ نصیر احمد صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرکز یہ نے دعا کروائی۔ قارئین ''انصار اللہ'' اور احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بہت مبارک کرے۔ اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

امام الکلام

عظیم الشّان مصلح

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''...... ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اِس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اُتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے اُن سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے کہ آپ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جب کہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا۔ اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا۔ اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جب کہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے۔ اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھلائے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا۔ اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت اُن میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے۔ اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا۔ بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے قدم بڑھایا۔ پس بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے۔ بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں۔ اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی۔ اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کے تاخر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالاتِ نبوت آپ پر ختم ہو گئے......''

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۴-۵ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۶-۲۰۷)

کلام الامام

مقامِ محمدیّت کی حقیقت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ تعالیٰ مقامِ محمدیت کی حقیقت کو یوں بیان فرماتے ہیں:

''......تصویری زبان میں مقامِ محمدیت کی حقیقت کے سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم ﷺ کو معراج سے نوازا جس میں آنحضرت ﷺ کا ''مقامِ محمدیت'' مقامِ خاتم النبیین اور اس نسبت سے دوسرے انبیاء کے ساتھ آپؐ کا تعلق بڑی وضاحت سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس کو حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ حضرت مصلح موعود...... نے اس کو اپنے تفسیر صغیر کے نوٹوں میں بھی بیان فرمایا ہے اور وہ یہ کہ ''معراج'' میں مقامِ محمدیّت کی حقیقت بیان کی گئی ہے اور اس کی اُمّتِ مسلمہ کے سامنے یہ تصویر رکھی گئی کہ اہلِ زمین جو نبی نہیں عوام ہیں (اور اُمّتِ محمدیہ کے فرد ہوں یا دیگر تمام بنی نوع انسان ہوں ان کو ہم کہیں گے وہ اہل زمین ہیں یعنی زمین میں بسنے والے انسان ہیں)۔ جنہیں رُوحانی رفعت کا وہ مقام حاصل نہیں جسے ہم رسالت کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ آپؐ نے گویا اہلِ زمین کو فرمایا کہ اپنے زمینی مقام سے اُوپر نگاہ کرو تمہیں پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام نظر آئیں گے تمہیں دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ اور حضرت یحیٰی علیہما السلام نظر آئیں گے (واضح رہے کہ ہر آسمان پر ایک ایک یا دو دو کا گروہ علامت کے طور پر ہے یعنی وہ سارا گروہ جو حضرت آدم علیہ السلام کا مقام رکھتا ہے اُن کے لئے پہلا آسمان ہے۔ جن کی رُوحانی رفعت حضرت عیسیٰ اور حضرت یحیٰی علیہما السلام کے ساتھ نسبت رکھتی ہے اُن کے لئے دوسرا آسمان ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس) تمہیں تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام نظر آئیں گے۔ چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام نظر آئیں گے۔ پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام نظر آئیں گے۔ چھٹے آسمان پر صاحبِ شریعت حضرت موسیٰ علیہ السلام نظر آئیں گے اور ساتوں آسمان پر غیر شرعی نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام نظر آئیں گے اور اس سے بھی اُوپر یعنی عرشِ ربّ کریم پر حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ ہوں گے۔ گویا حقیقتِ معراج میں حضرت نبی اکرم ﷺ کا مقام عرشِ رب کریم ہے یا یُوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ خدا جو تمام صفاتِ کاملہ حسنہ سے متصف ہے اُس نے اپنے نہایت ہی پیار کے ساتھ مظہر اتمّ الوہیت بنا کر اپنی دائیں طرف آپؐ کو بٹھایا۔ یہ ہے مقامِ ختمِ نبوت جو حقیقتِ معراج میں تصویری زبان میں بتایا گیا ہے...... یہ شرف آپؐ کے مقام کے لحاظ سے اور اس محبت کی وجہ سے ہے جو آپؐ کو اپنے خدا سے تھی اور اس پیار کی وجہ سے جس سے آپؐ کو نوازا گیا تھا۔ یہ ہے وہ مقامِ ختمِ نبوت جو خُدا تعالیٰ نے آپؐ کو عطا فرمایا۔''

(مقامِ محمدیّت صفحہ ۴-۵)

عربی منظوم کلام

رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ كَهْفُ اُمَمٍ جَمِيْعِهَا   شَفِيْعُ الْوَرٰى سَلّٰى اِذَامَا اُضْجِرُوْا

وہ مہربان- رحیم ہے- وہ سب قوموں کی پناہ ہے- مخلوق کا شفیع ہے- جب وہ تنگی میں پڑ جائیں تو تسلی دیتا ہے

سَقٰى فَيْهَجَ الْعِرْفَانِ كُلَّ مُصَاحِبٍ   فَبِنَشْوَةِ الصَّهْبَاءِ سُرُّوْا وَاَبْشَرُوْا

اس نے جامِ معرفت ہر مصاحب کو پلایا سو اس شراب معرفت کے نشے سے وہ مسرور اور خوش ہو گئے

وَقَدْ رَاحَ وَالْمَخْلُوْقُ فِيْ ظُلُمَاتِهٖ   وَ جَهْلَاتِهٖ مِثْلَ الْاَوَابِدِ يَنْفِرُ

اور وہ تاریکی کے وقت آیا جب کہ مخلوق اپنی تاریکیوں میں اور اپنی جہالتوں میں وحشیوں کی طرف بھٹک رہی تھی

فَاَكْمَلَهُمْ قَوْلًا وَّا فِعْلًا وَّ مِيْسَمًا   وَاَيْقَظَهُمْ فَاسْتَيْقَظُوْا وَ تَطَهَّرُوْا

پس اس نے انہیں قول و فعل اور اخلاقِ حسنہ میں کامل کر دیا اور ان کو بیدار کیا سو وہ بیدار ہو گئے اور پاک ہو گئے

رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ضَعَّفَ اللّٰهُ شَأْنَهٗ   وَبَدْرٌ مُّنِيْرٌ لَّا يُضَاهِيْهِ نَيِّرُ

وہ رسول کریم ہے' اللہ نے اس کی شان بہت بڑھائی ہے اور وہ بدرِ منیر ہے- کوئی نور دینے والا اس کی نظیر نہیں ہے

بِاُمَّتِهٖ اَحْفٰى مِنَ الْاَبِ بِابْنِهٖ   شَفِيْعٌ كَرِيْمٌ مُّشْفِقٌ وَّ مُحَذِّرُ

وہ اپنی امت پر اس سے بھی زیادہ مہربان ہے جو باپ اپنے بیٹے پر ہو- شفیع ہے' کریم ہے' مشفق ہے اور ڈرانے والا ہے

فَمَنْ جَاءَهٗ طَوْعًا وَّ صِدْقًا فَقَدْ نَجَا   وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ اَحْكَامِهٖ فَيُدَمَّرُ

جو اس کے پاس رغبت اور صدق سے آیا تو وہ نجات پا گیا اور جو اس کے احکام سے اعراض کرے گا تو وہ ہلاک کیا جائے گا

وَلَمْ يَتَقَدَّمْ مِثْلُهٗ فِيْ كَمَالِهٖ   وَ اَخْلَاقِهِ الْعُلْيَا وَ لَا يَتَاَخَّرُ

اس کے کمال میں اور اس کے بلند اخلاق میں کوئی بھی اس کا مثیل نہیں گزرا اور نہ آئندہ ہو گا

(کرامات الصادقین روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۸۲-۸۳)

فارسی منظوم کلام

احمدؐ آخر زماںؐ کز نورِ اُو شد دلِ مردم زِ خورِ تاباں ترے

اس احمد آخر زماں صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے لوگوں کے دل آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئے

از بنی آدم فزوں تر در جمال وز لآلے پاک تر در گوہرے

وہ تمام بنی آدم سے بڑھ کر صاحب جمال ہے اور آب و تاب میں موتیوں سے چمکدار ہے

بر لبش جاری زِ حکمت چشمہ در دلش پُر از معارف کوثرے

اُس کے منہ سے حکمت کا چشمہ جاری ہے اور اُس کے دل میں معارف سے پُر ایک کوثر ہے

عاشقِ صدق و سداد و راستی دُشمنِ کذب و فساد و ہر شرے

وہ صدق سچائی اور راستی کا عاشق ہے۔ مگر کذب فساد اور شر کا دُشمن ہے

خواجہ و مر عاجزاں را بندۂ بادشاہ و بیکساں را چاکرے

وہ اگرچہ آقا ہے مگر کمزوروں کا خادم ہے وہ بادشاہ ہے مگر بے کسوں کا چاکر ہے

آں ترحّمہا کہ خلق از وَے بدید کس ندیدہ درجہاں از مادرے

وہ مہربانی اور شفقت جو مخلوق نے اُس سے دیکھی وہ کسی نے اپنی ماں سے بھی نہیں پائی

ناتواناں را برحمت دستگیر خستہ جاناں را بہ شفقت غم خورے

کمزوروں کا رحمت کے ساتھ ہاتھ پکڑنے والا اور نا اُمیدوں کا شفقت کے ساتھ غم خوار

حُسنِ رُوئیش بہ زِ ماہ و آفتاب خاک کوئش بہ زِ مشک و عنبرے

اُس کے چہرہ کا حُسن شمس و قمر سے زیادہ ہے اور اُس کوچہ کی خاک مشک و عنبر سے بہتر ہے

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ اول روحانی خزائن جلد ۱)

آنحضرت ﷺ کی مخلوق خدا سے انتہاء درجہ کی محبت اور ہمدردی

آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید　　کس ندیدہ در جہاں از مادرے

(ایڈیٹر)

سید الانبیاء والاصفیاء حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی بعثت بڑی رحمتوں اور برکتوں کا موجب ہے آپ پر قرآن کریم جیسی تعلیم نازل ہوئی جو انسانی ارتقاء کی نشوونما کے لئے بہت ضروری تھی اور اسے ہدایت اور رحمت اور شفا قرار دیا گیا سورہ یونس میں ہے۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ O (آیت ۵۸)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے ایک ایسی کتاب آئی ہے جو سراسر نصیحت ہے اور وہ ہر اس بیماری سے جو سینوں میں پائی جاتی ہے شفاء دینے والی ہے اور ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

بنی نوع انسان کے لئے مذکورہ صفات کی حامل تعلیم دنیا کے لئے انقلاب آفریں ہے اور اس کے حامل وہ انسان کامل تھے جو اعلیٰ درجہ کے کمالات و اوصاف سے متصف تھے اور آپ وہ مصلح اعظم تھے جن کی مخلوق خدا سے ہمدردی خصوصاً انسانیت سے محبت نے دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ آپ ایک طرف اپنے ربّ کریم کی محبت میں فنا تھے تو دوسری طرف بنی نوع انسان کے ساتھ بے پناہ محبت اور ہمدردی رکھتے تھے۔ اس مضمون کو سورۃ التوبہ میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (۱۲۸ التوبۃ)

(اے مومنو!) تمہارے پاس تم میں سے ایک رسول آیا ہے تمہارا تکلیف میں پڑنا اس پر شاق گزرتا ہے۔ اور وہ تمہارے لئے خیر کا بھوکا ہے۔ اور مومنوں کے لئے بہت محبت کرنے والا اور بہت کرم کرنے والا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کی خاطر غار حرا میں تاریک راتیں بسر کیں یہاں تک کہ آپ کو اپنے وجود کی بھی فکر نہ تھی۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اس کا ذکر یوں فرمایا:

ہیچ کس از خبثِ شرک و رجسِ بُت آگہ نشد　　ایں خبر شد جانِ احمد را کہ بُود از عشق زار

کس چہ میداند کہ راز آں نالہ ہا باشد خبر　　کاں شفیعے کرد از بہرِ جہاں در کنجِ غار

کشتہ قوم و فدائے خلق و قربانِ جہاں　　　نے بچشمِ خویش میلش نے بنفسِ خویش کار

ترجمہ: کوئی بھی شرک کی نجاست اور بتوں کی گندگی سے آگاہ نہ تھا صرف احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو یہ آگاہی ہوئی جو محبتِ الٰہی سے چُور تھا۔ کون جانتا ہے اور کسے اس آہ وزاری کی خبر ہے؟ جو اس شفیعؐ نے اس جہان کے لئے غارحرا میں کی۔ وہ کشتہ قوم، فدائے خلق اور اہل جہان پر قربان تھا نہ اسے اپنے تن بدن سے کچھ تعلق تھا نہ اپنی جان سے کچھ کام۔

(روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۴-۲۵)

آپؐ کی بنی نوع انسان سے انتہا درجہ کی محبت - وجہِ فضیلت: انسان کو دو محبتوں کی وجہ سے بھی انسان کہا گیا ہے اور یہ دو محبتیں انسان کامل حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں یعنی ایک طرف اللہ تعالیٰ سے انتہاء درجہ کی محبت دوسری طرف بنی نوع انسان کے ساتھ محبت اپنے انتہائے کمال تک۔ بنی نوع انسان سے اس محبت اور ہمدردی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:-

’’......وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی۔‘‘

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۱۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام شفاعت: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام شفاعت اور مقام دَنٰی اور تَدَلّٰی ہے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقام محبت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

’’شخص شفیع کے لئے...... ضروری ہے کہ خدا سے اس کو ایک ایسا گہرا تعلق ہو کہ گویا خدا اُس کے دل میں اُترا ہوا ہو اور اس کی تمام انسانیت مر کر بال بال میں لاہوتی تجلّی پیدا ہو گئی ہو۔ اور اس کی روح پانی کی طرح گداز ہو کر خدا کی طرف بہ نکلی اور اس طرح پر قرب کے انتہائی نقطہ پر جا پہنچی ہو۔ اور اسی طرح شفیع کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جس کے لئے وہ شفاعت کرنا چاہتا ہے اس کی ہمدردی میں اس کا دل ہاتھ سے نکلا جاتا ہوا ایسا کہ عنقریب اس پر غشی طاری ہو گی۔ اور گویا شدتِ قلق سے اس کے اعضاء اس سے علیحدہ ہوتے جاتے ہیں اور اس کے حواس منتشر ہیں۔ اور اس کی ہمدردی نے اس کو اس مقام تک پہنچایا ہو کہ جو باپ سے بڑھ کر اور ماں سے بڑھ کر اور ہر ایک غمخوار سے بڑھ کر ہے۔ پس جب یہ دونوں حالتیں اس میں پیدا ہو جائیں گی تو وہ ایسا ہو جائے گا کہ گویا وہ ایک طرف سے لاہوت کے مقام سے جفت ہے اور دوسری طرف ناسوت کے مقام سے جفت۔ تب دونوں پلّہ میزان کے اس میں مساوی ہوں گے۔ یعنی وہ مظہر لاہوت کامل بھی ہو گا اور

مظہر ناسوت کامل بھی اور بطور برزخ دونوں حالتوں میں واقع ہوگا۔ اس طرح پر



اس مقامِ شفاعت کی طرف قرآن شریف میں اشارہ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انسان کامل ہونے کی شان میں فرمایا ہے دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۔ یعنی یہ رسول خدا کی طرف چڑھا۔ اور جہاں تک امکان میں ہے خدا سے نزدیک ہوا۔ اور قرب کے تمام کمالات کو طے کیا اور لاہوتی مقام سے پورا حصہ لیا۔ اور پھر ناسوت کی طرف کامل رجوع کیا۔ یعنی عبودیت کے انتہائی نقطہ تک اپنے تئیں پہنچایا اور بشریت کے پاک لوازم یعنی بنی نوع کی ہمدردی اور محبت سے جو ناسوتی کمال کہلاتا ہے پورا حصہ لیا۔ لہٰذا ایک طرف خدا کی محبت میں اور دوسری طرف بنی نوع کی محبت میں کمال تام تک پہنچا۔ پس چونکہ وہ کامل طور پر خدا سے قریب ہوا اور پھر کامل طور پر بنی نوع سے قریب ہوا۔ اس لئے دونوں طرف کے مساوی قرب کی وجہ سے ایسا ہو گیا جیسا کہ دو قوسوں میں ایک خط ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ شرط جو شفاعت کے لئے ضروری ہے اس میں پائی گئی اور خدا نے اپنے کلام میں اس کے لئے گواہی دی کہ وہ اپنے بنی نوع میں اور اپنے خدا میں ایسے طور سے درمیان ہے جیسا کہ وتر دو قوسوں کے درمیان ہوتا ہے۔'' (ریویو آف ریلیجنز اردو صفحہ ۱۷۵ تا ۱۷۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خُلقِ محبت کا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے یوں ذکر فرمایا:۔

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق عفو اور سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ صادر ہوئے جو ایک گروہِ کثیر کفار کا انہی اخلاق کو دیکھ کر ایمان لایا۔ دُکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا۔ اُن کے محتاجوں کو مال سے مالا مال کر دیا۔ اور قابو پا کر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخش دیا۔ چنانچہ بہت سے لوگوں نے آپؐ کے اخلاق دیکھ کر گواہی دی کہ جب تک خدا کی طرف سے حقیقۃً راستباز نہ ہو۔ یہ اخلاق ہرگز دکھلا نہیں سکتا یہی وجہ ہے کہ آپؐ کے دشمنوں کے پُرانے کینے یکلخت دُور ہو گئے۔ آپ کا بڑا بھاری خُلق جس کو آپؐ نے ثابت کر کے دکھلا دیا تھا وہ خُلق تھا جو قرآن شریف میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے: قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الانعام: ۶۳) یعنی ان کو کہدے کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا جینا خدا کی راہ میں ہے یعنی اس کا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور نیز اس کے بندوں کے آرام دینے کے لئے ہے تا میرے مرنے سے اُن کو زندگی حاصل ہو۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۸۔ ۴۴۹)

فانی فی اللہ کی دعائیں: حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں بھی آپ کی اس محبت کو ظاہر کرتی ہیں جو آپ کو بنی نوع کے ساتھ تھی تاریک راتوں میں دنیا و مافیہا سے الگ تھلگ آپ کے دل میں انتہاء درجہ کی تڑپ بھی اس کا ثبوت ہے جو ایک ابلتی ہوئی ہنڈیا کی طرف جوش مار رہی تھی۔ آپؐ کی دعاؤں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ فرماتے ہیں:

''وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللّٰھم صلّ وسلّم و بارک علیہ واٰلہٖ بعددِ ھمّہٖ وغمّہٖ وحزنہٖ لھٰذہِ الامّۃ وانزل علیہ انوارِ رحمتک الی الابد۔ (برکات الدعاء۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۰۔۱۱)

نیز فرمایا:

''ابتدائے اسلام میں جو کچھ ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا نتیجہ تھا جو کہ مکہ کی گلیوں میں خدائے تعالیٰ کے آگے رو رو کر آپ نے مانگیں۔ جس قدر عظیم الشان فتوحات ہوئیں کہ تمام دنیا کے رنگ ڈھنگ کو بدل دیا وہ سب آنحضرتؐ کی دعاؤں کا اثر تھا۔ ورنہ صحابہؓ کی قوت کا تو یہ حال تھا کہ جنگ بدر میں صحابہ کے پاس صرف تین تلواریں تھیں اور وہ بھی لکڑی کی بنی ہوئی تھیں۔ (الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۴)

آنحضرتؐ کی ان محبت بھری دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ جس سے انسان نے اپنے مقام کو شناخت کیا اور باخدا انسان ہونے کے ناطہ سے صفاتِ الٰہیہ کا ظہور ان سے ہوا حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

''دنیا میں ایک رسول آیا تا کہ ان بہروں کو کان بخشے کہ جو نہ صرف آج سے بلکہ صدہا سال سے بہرے ہیں۔ کون اندھا ہے اور کون بہرا؟ وہی جس نے توحید کو قبول نہیں کیا اور نہ اس رسول کو جس نے نئے سرے سے زمین پر توحید کو قائم کیا۔ وہی رسول جس نے وحشیوں کو انسان بنایا اور انسان سے باخلاق انسان یعنی سچے اور واقعی اخلاق کے مرکزِ اعتدال پر قائم کیا۔ اور پھر بااخلاق انسان سے باخدا ہونے کے الٰہی رنگ سے رنگین کیا۔ وہی رسول ہاں وہی آفتاب صداقت جس کے قدموں پر ہزاروں مُردے شرک اور دہریت اور فسق اور فجور کے جی اٹھے۔ اور عملی طور پر قیامت کا نمونہ دکھلایا...... جس نے مکہ میں ظہور فرما کر شرک اور انسان پرستی کی بہت سی تاریکی کو مٹایا۔ ہاں دنیا کا حقیقی نور وہی تھا جس نے دنیا کو تاریکی میں پا کر

فی الواقع وہ روشنی عطا کی کہ اندھیری رات کو دن بنا دیا......'' (تبلیغ رسالت صفحہ ۹) (باقی آئندہ)

مخلص خادم سلسلہ مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب وفات پا گئے

مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب سابق ناظر مال وصنعت وتجارت صدر انجمن احمدیہ پاکستان بعمر ۸۱ سال مورخہ ۴ جنوری ۲۰۰۲ء کو ربوہ میں انتقال فرما گئے - انا للہ و انا الیہ راجعون - مرحوم نظام وصیت میں شامل تھے مورخہ ۴ جنوری کو ہی بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی -

محترم چوہدری عزیز احمد صاحب کنیاں خورد تحصیل نکودر ضلع جالندھر سے تعلق رکھتے تھے - ۱۹۳۶ء میں بعمر ۱۵ سال دوران تعلیم احمدیت قبول کی تو گھر سے نکال دیئے گئے - مگر آپ نے بڑی ہمت سے اس آزمائش کا مقابلہ کیا - تاہم ۲۰ سال بعد ۱۹۵۶ء میں آپ کے والد ماجد چوہدری غلام محمد صاحب نے بھی قبول حق کی توفیق پائی - چوہدری صاحب موصوف نے بی اے کرنے کے بعد زندگی وقف کر دی اور صدر انجمن احمدیہ میں ہیڈ کلرک، محاسب، ناظر مال، صنعت وتجارت اور ایڈیشنل ناظر اعلیٰ کے طور پر خدمات سرانجام دیں - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... جب ۱۹۵۵ء میں یورپ تشریف لے گئے تو موصوف کو بھی علاج کی غرض سے سوئٹزرلینڈ بلایا -

مرحوم سلسلہ احمدیہ سے محبت اور اخلاص وفدائیت کا تعلق رکھتے تھے - خاندان حضرت مسیح موعود سے بڑی محبت تھی - آپ کی اولاد میں تین بیٹیاں ہیں جن میں سے محترمہ صفیہ عزیز صاحبہ (بیگم چوہدری محمد خالد گورایہ صاحب پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ) عرصہ ۲۰ سال سے لجنہ اماء اللہ پاکستان کی جنرل سیکرٹری ہیں - ادارہ ماہنامہ انصار اللہ مرحوم کے جملہ پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور مرحوم کی بلندی درجات کے لئے دعا گو ہے - (ادارہ)

نصاب مرکزی امتحانات ۲۰۰۲ء قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان

<u>نصاب سہ ماہی اول (جنوری تا مارچ)</u>: ۱- ترجمہ قرآن کریم پارہ نمبر ۲۴ نصف آخر ۲- کتاب ''گورنمنٹ انگریزی اور جہاد'' از حضرت مسیح موعود ۳- کتاب ''ذکر الٰہی'' از حضرت مصلح موعود

<u>نصاب سہ ماہی دوم (اپریل تا جون)</u>: ۱- ترجمہ قرآن کریم پارہ نمبر ۲۵ نصف اول ۲- کتاب ''الوصیت'' از حضرت مسیح موعود ۳- کتاب ''تحفۃ الملوک'' از حضرت مصلح موعود

<u>نصاب سہ ماہی سوم (جولائی تا ستمبر)</u>: ۱- ترجمہ قرآن کریم پارہ نمبر ۲۵ نصف آخر ۲- کتاب ''کشتی نوح'' از حضرت مسیح موعود ۳- کتاب ''جماعت احمدیہ کے فرائض اور ذمہ داریاں'' از حضرت مصلح موعود

<u>نصاب سہ ماہی چہارم (اکتوبر تا دسمبر)</u>: ۱- ترجمہ قرآن کریم پارہ ۲۶ نصف اول ۲- کتاب ''تحفہ قیصریہ'' از حضرت مسیح موعود ۳- کتاب ''انوار خلافت'' از حضرت مصلح موعود

حضرت سیّدة فاطمة الزھراءؓ کے فضائل و مناقب

حضرت سیّدہ کے ساتھ امہات المومنینؓ کی محبت و شفقت کا تعلق

از: مکرم پروفیسر محمد اسلم صابر صاحب

حضرت فاطمة الزّہراءؓ کی ولادت اور نام: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب کی رحلت کے بعد حضرت فاطمہ بنت اسد زوجہ حضرت ابو طالب نے آپؐ کی پرورش کی۔ آپؐ ان کو "یا اماہ" یعنی امی جان کہہ کر پکارتے تھے۔ ان کی وفات پر آنحضرتؐ کو بہت غم ہوا۔ آپ فرماتے "ماتت امّی" میری ماں فوت ہوگئی۔ اس کے بعد حضرت فاطمة الزھراءؓ پیدا ہوئیں۔ تو حضورؐ نے آپ کا نام چچی کی یاد میں فاطمہ رکھا۔ حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ سے دریافت فرمایا۔

"یَا فَاطِمُ اَتَدْرِینَ لِمَا سُمِّیْتِ فَاطِمَةَ۔ قَالَ عَلِیٌّ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَا سُمِّیَتْ فَاطِمَةَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ فَطَمَھَا وَ ذُرِّیَّتَھَا مِنَ النَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

اے فاطمہ کیا تو جانتی ہے کہ تیرا نام فاطمہؓ کیوں رکھا گیا۔ اس پر حضرت علیؓ نے کہا۔ یارسول اللہ ان کا نام فاطمہؓ کیوں رکھا گیا۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کی اولاد کو قیامت کے روز آگ سے محفوظ رکھا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس پیاری صاجزادی کو اپنی چچی فاطمہ بنت اسد کی محبت میں جنہیں آپؐ امی جان کہہ کر پکارتے تھے۔ "اُمُّ اَبِیْھَا" کی کنیت عطا کی۔ ایک جگہ فرمایا۔ 'فَاطِمَةُ اُمُّ اَبِیْھَا' فاطمہ اپنے باپ کی ماں ہے۔ اور ان سے ماں جیسا ہی سلوک فرماتے ان کے ہاتھ چومتے۔ سفر پر روانہ ہوتے تو سب سے آخر میں آپ سے الوداعی ملاقات فرماتے۔ اور واپسی پر بھی سب سے پہلے حضرت فاطمہ سے ملاقات کرتے۔ اس لقب کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہؓ ہی حضورؐ کے پاس آپ کی خدمت میں مصروف رہیں۔

روایات میں آپؓ کے نو نام آئے ہیں۔ جو درحقیقت آپؓ کے اوصاف حسنہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ فاطمہ، صدیقہ، مبارکہ، طاہرہ، زکیّہ، راضیہ، مرضیہ، محدثہ، الزھراء۔ نام محدثہ کی تشریح میں بیان کیا گیا ہے۔ کَانَتِ الْمَلَائِکَةُ تَھْبُطُ مِنَ السَّمَاءِ فَتُنَادِیْھَا کَمَا کَانَتْ تُنَادِی مَرْیَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ۔ محدثہ نام کی وجہ یہ ہے۔ کہ فرشتے آسمان سے نازل ہوکر آپ کو مخاطب کرتے۔ جس طرح حضرت مریم بنت عمران سے باتیں کرتے تھے۔

آپؓ کا ایک نام فاطمہ بتول بھی بیان ہوا ہے۔ وصف بتول کی مختلف توجیہات بیان کی گئی ہیں۔

۱- قِيْلَ لِانْقِطَاعِهَا عَنِ الدُّنْيَا اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ - دنیا سے منقطع ہو کر اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کر لیا-

۲- لُقِّبَتْ بِالْبَتُوْلِ تَشْبِيْهًا لَهَا بِمَرْيَمَ فِى الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى - آپؓ کا لقب بتول اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور آپؓ کا مقام و مرتبہ حضرت مریمؑ کی طرح تھا-

۳- لِانْقِطَاعِهَا عَنْ نِّسَآءِ زَمَانِهَا وَ عَنْ نِّسَآءِ الْاُمَّةِ فَضْلاً وَّ دِيْناً وَّ حَسَبًا وَعَفَافًا فَهِىَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ - بایں وجہ کہ آپ فضیلت، دین، حسب نسب اور عفت میں اپنے زمانہ کی عورتوں اور امت کی عورتوں سے جدا تھیں- چنانچہ آپ تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں-

حضرت فاطمۃ الزہراء کی پیدائش ۲۰ جمادی الآخر بروز جمعہ ہوئی- جب کہ قریش کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے- یعنی بعثت نبوی سے چند سال قبل- پیدائش سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا- کہ جبریل نے مجھے بشارت دی ہے کہ یہ لڑکی ہے- بڑی پاک روح ہے- اور اللہ تعالیٰ میری نسل اس سے قائم رکھے گا-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولادت کی خبر سن کر سجدہ شکر کیا- کشف الغمہ میں حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا قول درج ہے کہ كَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْبَهَ النَّاسِ وَجْهاً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فاطمہ بنت رسول تمام لوگوں سے بڑھ کر شکل وصورت میں رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے مشابہت رکھتی تھیں-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی محبت: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں- "مَارَاَيْتُ اَحَداً مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ اَشْبَهَ حَدِيْثاً وَّكَلَاماً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ وَ كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ اَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَرَحَّبَ بِهَا اَجْلَسَهَا فِى مَجْلِسِهٖ وَ كَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ وَ رَحَّبَتْ بِهٖ وَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَقَبَّلَتْهَا فرماتی ہیں- میں نے اللہ کی مخلوق میں گفتگو اور کلام میں فاطمہ سے بڑھ کر کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نہیں دیکھا- وہ جب بھی حضورؐ کے پاس آتیں حضورؐ ان کا ہاتھ تھام لیتے اور اُسے بوسہ دیتے اور ان کو خوش آمدید کہتے- انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے اسی طرح جب حضورؐ ان کے پاس تشریف لاتے- تو وہ بھی اٹھ کر کھڑی ہو جاتیں- خوش آمدید کہتیں آپؐ کا ہاتھ تھام کر بوسہ دیتیں-

حضورؐ کے خادم حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں- اور وہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ "اِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ كَاَنَّهَا الْقَمَرُ لَيْلَةَ الْبَدْرِ" حضرت فاطمہ تو چودھویں کا چاند تھیں- مستدرک حاکم میں روایت ہے کہ

ایک بار حضرت علیؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا- کہ ہم دونوں میں سے کون حضورؐ کو زیادہ پیارا ہے- فرمایا "اَنْتَ اَعَزُّ عَلَىَّ مِنْهَا وَ هِىَ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنْكَ" اے علی تو میرے دل میں فاطمہ سے زیادہ عزت رکھتا ہے- اور وہ تجھ سے بڑھ کر مجھے پیاری ہے-

اس مختصر سے تعارف کے بعد موضوع سخن "حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے ساتھ امہات المومنینؓ کا تعلق محبت" کا ذکر

کرنا مقصود ہے جس سے آپؓ کے فضائل ومناقب پر روشنی پڑتی ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہرا کا نکاح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لختِ جگر کے لئے علم وفضل والا رشتہ چاہتے تھے۔ چنانچہ حضرت علیؓ کا نام سامنے آیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف ان کے پاس گئے اور کہا" قَدْ عَرَفْنَا قَرَابَتَکَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَ قِدَمَکَ فِی الْاِسْلَامِ فَلَوْ اَتَیْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ فَخَطَبْتَ اِلَیْہِ فَاطِمَۃَ لَزَادَکَ اللّٰہُ فَضْلًا اِلٰی فَضْلِکَ وَشَرَفًا اِلٰی شَرَفِکَ۔ ہم رسول اللہ سے تمہاری قرابت داری سے خوب واقف ہیں۔ اسی طرح اسلام قبول کرنے میں تمہاری سبقت کو بھی جانتے ہیں۔ اگر آپ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر فاطمہ کا رشتہ مانگیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس طرح تمہاری فضیلت میں اور اضافہ کرے گا۔ اور تمہارے شرف کو اور بڑھادے گا۔

حضرت سعد بن معاذ انصاریؓ نے حضرت علیؓ سے کہا۔ اِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا اَرٰی رسولَ اللّٰہِ یُرِیْدُ بِھَا غَیْرَکَ...... خدا کی قسم۔ میری رائے میں فاطمہؓ کے معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے سوا کسی اور کو نہیں چاہتے۔ حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت ام سلمٰیؓ کے ہاں آئے۔ کیونکہ حضورؐ نے حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہؓ کو حضرت ام سلمٰیؓ کی تربیت میں دے دیا تھا۔ اور اس وقت وہ انہیں کے گھر میں تھیں۔ حضرت علیؓ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت ام سلمٰیؓ نے پوچھا کون؟ تو حضورؐ نے فرمایا۔ ام سلمٰی اٹھ کر اس کے لئے دروازہ کھول دیں۔ ھٰذَا رَجُلٌ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَیُحِبُّھُمَا۔ یہ وہ آدمی ہے جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں۔ اور وہ بھی ان دونوں سے محبت کرتا ہے۔ ام سلمٰیؓ نے پوچھا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یہ کون شخص ہے۔ فرمایا ھٰذَا اَخِیْ وَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ۔ یہ میرا بھائی ہے اور مجھے سب سے پیارا ہے۔ ام سلمٰیؓ کہتی ہیں کہ میں تیزی سے اٹھی۔ دروازہ کھولا۔ تو یہ علیؓ بن ابی طالب تھے۔ واپس آکر میں نے اوڑھنی لے لی تو وہ اس وقت داخل ہوئے اور سلام کیا۔ حضورؐ نے سلام کا جواب دیا۔ حضرت علیؓ زمین پر بیٹھ گئے۔ اور زمین کی طرف دیکھنے لگے۔ گویا کوئی بات کہنا چاہتے ہیں۔ مگر شرماتے ہیں۔ حضورؐ نے پوچھا۔ علی تو کچھ کہنا چاہتا ہے جو دل میں ہے کہو۔ میں ہر حاجت پوری کرتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے کہا۔" فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ تَعْلَمُ اَنَّکَ اَخَذْتَنِیْ مِنْ عَمِّ اَبِیْ طَالِبِ وَمِنْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ اَسَدٍ وَاَنَا صَبِیٌّ لَا اَعْقِلُ شَیْئًا فَھَدَیْتَنِیْ وَ اَدَّبْتَنِیْ وَھَذَّبْتَنِیْ فَکُنْتَ اَفْضَلَ مِنْ اَبِیْ طَالِبٍ وَفَاطِمَۃَ بِنْتِ اَسَدٍ فِی الْبِرِّ وَ الشَّفْقَۃِ وَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ ھَدَانِیْ بِکَ وَاسْتَنْقَذَنِیْ مِمَّا عَلَیْہِ آبَائِیْ وَ اَعْمَامِیْ مِنَ الشِّرْکِ وَاِنَّکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ذُخْرِیْ وَوَسِیْلَتِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ وَقَدْ اَحْبَبْتُ مَعَ مَاشَدَّ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ بِکَ عَضُدِیْ اَنْ یَّکُوْنَ لِیْ بَیْتٌ وَّزَوْجَۃٌ اَسْکُنُ اِلَیْھَا وَقَدْ اَبْنَتُکَ خَاطِبًا اَبْنَتَکَ فَاطِمَۃَ فَھَلْ تُزَوِّجُنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔"

یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ آپ نے مجھے اپنے چچا ابو طالب اور اپنی چچی فاطمہ بنت اسد سے لے لیا تھا۔ جب کہ میں بچہ تھا اور کسی شے کی مجھے سمجھ نہ تھی۔ آپ نے مجھے ہدایت دی۔ ادب اور

تہذیب سکھائی آپ ابوطالب اور فاطمہ بنت اسد سے نیکی اور شفقت میں بڑھ کر تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ مجھے ہدایت عطا فرمائی اور آباؤ اجداد کے شرک سے مجھے نجات دی۔ یارسول اللہ! آپ ہی دنیا و آخرت میں میرا سہارا اور وسیلہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ میرے ہاتھ مضبوط کئے ہیں۔ تاہم میں پسند کرتا ہوں۔ کہ میرا اپنا گھر اور بیوی ہو۔ جس سے مجھے سکون نصیب ہو۔ میں آپ کے پاس آپ کی صاحبزادی فاطمہ کا رشتہ طلب کرنے آیا ہوں۔ یارسول اللہ! کیا آپ اسے میرا جیون ساتھی بنانا پسند فرمائیں گے۔

حضرت ام سلمیٰؓ بتاتی ہیں کہ میں نے دیکھا۔ رسول اللہؐ کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔ فرمایا۔ علی تمہارے پاس کوئی چیز مہر کے لئے ہے۔ عرض کیا۔ بخدا آپ پر میرا حال مخفی نہیں۔ میرے پاس سوائے زرہ، تلوار اور اونٹ کے کچھ نہیں۔ فرمایا۔ تلوار کے بغیر تیرا چارہ نہیں۔ راہ خدا میں اس کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ اونٹ پر تو گھر والوں کے لئے پانی لائے گا۔ اور سفر کرے گا۔ ہاں زرہ کے عوض تیرا نکاح کرتا ہوں۔ **فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ زَوَّجَکَ بِھَا فِی السَّمَاءِ قَبْلَ اَنْ اُزَوِّجَکَ بِھَا فِی الْاَرْضِ۔** کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر تیرا نکاح اس سے کر دیا ہے۔ قبل اس کے کہ میں زمین پر تیرا نکاح اس سے پڑھوں۔ یہ زرہ بھی رسولؐ خدا نے ان کو تحفۃً عطا فرمائی تھی۔ آپ نے ان سے یہ زرہ لے کر فروخت کر دی۔ ۴۰۰ درہم اس کی قیمت لگی۔ اس سے جہیز کا مختصر سامان تیار کروایا۔

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے مجھے حکم دیا۔ کہ ابوبکرؓ، عثمانؓ، عمرؓ، طلحہؓ، زبیرؓ اور کئی انصار کا نام لیا۔ کہ ان کو بلاؤ۔ سب آگئے تو حضورؐ نے خطبہ دیا۔ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا۔ کہ میں فاطمہ کا نکاح علی سے کر دوں۔ میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں۔ کہ میں نے بعوض ۴۰۰ مثقال چاندی حق مہر فاطمہؓ کو علیؓ کی زوجیت میں دے دیا ہے۔ بشرطیکہ علیؓ بھی سنت قائمہ اور فرض واجب کے طور پر اس شرط پر راضی ہو۔ دراصل اس وقت حضرت علیؓ، حضورؐ کے کسی کام کے لئے گئے ہوئے تھے۔ پھر حضورؐ نے ایک تھال کھجوروں کا لانے کا ہمیں حکم دیا۔ اور وہ ہمارے سامنے رکھ دیا۔ علیؓ بھی آگئے۔ حضور مسکرائے اور فرمایا۔ علی! مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ فاطمہ کا تجھ سے نکاح کر دوں چنانچہ میں نے ۴۰۰ مثقال چاندی کے عوض اس کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا۔ یارسول اللہ! میں راضی ہوں۔ پھر حضرت علیؓ نے سجدۂ شکر کیا۔ جب سر اٹھایا تو حضور نے فرمایا۔ **بَارَکَ اللّٰہُ لَکُمَا وَعَلَیْکُمَا وَاَسْعَدَ جَدَّ کُمَا وَاَخْرَجَ مِنْکُمَا الْکَثِیْرَا لطَّیِّبَ۔** اللہ تعالیٰ تم دونوں کے اس تعلق کو بابرکت کرے۔ اور دوسرے لوگوں سے تمہارے تعلقات میں برکت دے۔ تم کو خوش بخت کرے۔ اور تم دونوں سے کثیر تعداد میں نیک اور پاک اولاد پیدا ہو۔

حضرت فاطمہؓ کا نکاح ۲ھ کے آغاز میں ہوا۔ اور رخصتانہ ذوالحجہ ۲ھ میں ہوا جب کہ عمر قریباً پندرہ سال تھی۔ اور حضرت علیؓ کی عمر ۲۱ سال تھی۔

(ماخوذ: ۱: ''فاطمۃ الزہراء'' تصنیف مصری ادیب ابوعلم شائع کردہ دارالمعارف بمصر طبع دوم ۱۹۷۶ء ۲: ''سیرت خاتم النبیین'' مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

(باقی آئندہ شمارہ میں)

نعت

کار گاہِ "کُن فکاں" کا راز میرا مصطفیٰؐ
ہر دو عالم کا ہے گویا ناز میرا مصطفیٰؐ

اِبتدائے حُسن بھی ہے اِنتہائے حُسن بھی
عِشق کا انجام اور آغاز میرا مصطفیٰؐ

ہیں ملائک ششدر و حیران' ستارے ماند ماند
نُوریوں کو صورتِ اعجاز میرا مصطفیٰؐ

کِس کے رُخ پر ہیں تصدّق پھُول وہ گلزار کے
ناز پھُولوں پر مجھے گلناز میرا مصطفیٰؐ

رشک سے تکتے ہیں کِس کو وہ ستارے چرخ کے
چودھویں کا چاند کیا مہناز میرا مصطفیٰؐ

کِس کی نظروں سے کِھل اُٹھی ہے مِرے دِل کی کلی
راز ہوں میں انکشافِ راز میرا مصطفیٰؐ

عبدالسلام اسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ماموریت کا اکیسواں سال

۱۹۰۲ء کے اہم واقعات اور تائیدات الٰہیہ پر ایک نظر

○اہم واقعات○ تصانیف○ بیعتیں

از: مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب

۱۹۰۲ء حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی ماموریت کا اکیسواں سال تھا اس سال کے واقعات میں تائیدات الٰہیہ کا ایمان افروز سلسلہ نظر آتا ہے۔ قرآنی کی اشاعت کے لئے رسالہ ریویو آف ریلیجنز باقاعدہ شائع ہونا شروع ہوا۔ حضرت اقدسؑ کی مبشر اولاد کے نکاحوں، نہایت بلند پایہ کتب کی تصنیف، ایک مدعی الوہیت کو چیلنج اور برصغیر ہندو بیرونی ممالک میں بیعتوں کا سلسلہ آسمانی تائید ونصرت کے نشانات ہیں جو مختصراً ہدیہ قارئین ہے۔

۱۔ ریویو آف ریلیجنز (اردو اور انگریزی کا اجراء): حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تجویز (۱۹۰۱ء) کے پیش نظر جنوری ۱۹۰۲ء میں مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کی زیر ادارت انگریزی اور اردو ہر دو زبان میں ریویو آف ریلیجنز رسالہ جاری ہوگیا۔ انگریزی رسالہ ابتدا میں کچھ عرصہ تک لاہور سے شائع ہوتا رہا لیکن اردو کا پہلا پرچہ تو لاہور سے شائع ہوا پھر انوار احمدیہ پریس قادیان سے طبع ہونے لگا۔

اس رسالہ میں حضورؑ کے لکھے ہوئے مضامین شائع ہوتے رہے۔ بعض مضامین کے متعلق حضرت اقدسؑ نوٹ لکھا کر راہنمائی فرماتے تھے۔ اس رسالہ کی اندرون ملک بھی اور مغربی ممالک میں بھی بڑی شہرت ہوئی۔ اندرون ملک پہلے ہی سال اس سے متاثر ہوکر کئی سعید روحوں نے حق قبول کیا۔ بعض اخبارات نے اس رسالہ پر تبصرے لکھے۔ ان میں ''البیان'' لکھنو، ''ملت'' لاہور، اخبار ''کریسنٹ'' لورپول، ''ریویو آف ریویوز'' لندن وغیرہ شامل تھے۔

بعض معروف شخصیات نے بھی اس رسالہ کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ ان میں نومسلم محمد الیگزنڈر رسل وب (امریکہ)، شیخ عبداللہ کوئیلم (لورپول)، کونٹ ٹالسٹائے (روس) اور پروفیسر ہاٹسما ایڈیٹر انسائیکلو پیڈیا آف اسلام وغیرہ شامل ہیں۔ (تاریخ احمدیت جلد۲ جدید ایڈیشن صفحہ ۲۰۳ تا ۲۰۶)

(۲) جماعتی چندوں کے لئے ایک نظام کی بنیاد: ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام سب سے زیادہ اس فکر میں رہتے تھے کہ حق کے طالبوں کا ایک گروہ ہمیشہ آپ کے پاس رہے اور دُور ونزدیک سے لوگ آکر رہیں اور اپنے شبہات کا ازالہ کریں اور خدا کی راہ آپ سے سیکھیں۔ نیز جو کچھ آپ کتاب یا اشتہار کی شکل میں لکھیں وہ شائع ہو۔ اگرچہ یہ

سلسلہ اب تک باقاعدگی سے جاری تھا۔ اور اس کے لئے جماعت کے مخلصین اپنی مرضی سے حسب توفیق بوجھ اٹھاتے آرہے تھے لیکن اب چونکہ تنہا لنگر خانے کا خرچ آٹھ سو ماہوار تک پہنچ چکا تھا اور مدرسہ تعلیم الاسلام اور میگزین (ریویو آف ریلیجنز) کے اجراء سے جماعت پر مزید ذمہ داریاں عائد ہو چکی تھیں اس لئے وقت آ گیا تھا کہ جماعتی چندوں کی فراہمی کے لئے ایک نظام قائم کیا جائے۔ لہٰذا حضرت اقدسؑ نے ۵ مارچ ۱۹۰۲ء کو بذریعہ اشتہار ہدایت فرمائی کہ ہر ایک احمدی لنگر خانہ اور مدرسہ کی ضروریات کے لئے اپنی استطاعت کے مطابق ماہوار چندہ اپنے پر مقرر کر کے مولوی عبدالکریم صاحب کو اطلاع دے۔ ان لازمی چندوں کے علاوہ زکوٰۃ اور صدقات کی رقوم کے متعلق بھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ہر ماہ یہاں آنی چاہئیں۔ اس اشتہار میں (جسے جماعت احمدیہ کے مالی نظام کے لئے سنگ بنیاد کی حیثیت حاصل ہے) حضورؑ نے اس نئے نظام کی اہمیت واضح کرتے ہوئے تاکید فرمائی کہ

"ہر ایک شخص جو مرید ہے اس کو چاہئے جو اپنے نفس پر کچھ ماہوار چندہ مقرر کر دے خواہ ایک پیسہ ہو اور خواہ ایک دھیلہ۔ اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لئے کچھ بھی مدد دے سکتا ہے وہ منافق ہے۔ اب اس کے بعد وہ سلسلہ میں نہیں رہ سکے گا۔ اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ بعد تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لئے قبول کرتا ہے اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا اور مشتہر کر دیا جائے گا۔" (تبلیغ رسالت جلد ۱۰ صفحہ ۴۹، ۵۰، ۵۹، ۶۰)

اس اشتہار کے نتیجہ میں لنگر خانہ اور میگزین کے لئے ... باقاعدگی سے چندہ فراہم ہونا شروع ہو گیا اور کئی دوستوں نے سرگرمی دکھائی خصوصاً صوبہ پنجاب کی احمدی جماعتوں نے ایسا نمایاں حصہ لیا کہ حضورؑ نے بھی بہت تعریف فرمائی۔" (تاریخ احمدیت جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ ۲۲۰-۲۲۱)

۳۔ ہفت روزہ اخبار "البدر" کا اجراء: "اخبار "البدر" مکرم بابو محمد افضل صاحب آف مشرقی افریقہ اور مکرم ڈاکٹر فیض علی صابر صاحب کی کوشش سے ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو قادیان سے جاری ہوا۔ نمونہ کا پہلا پرچہ "القادیان" کے نام سے چھپا۔ اس کے بعد حضورؑ نے اس کا نام "البدر" تجویز فرمایا۔ "البدر" کے مالک و مدیر مکرم بابو محمد افضل صاحب اور مینجر مکرم منشی فیض علی صابر صاحب تھے۔

مکرم بابو محمد افضل صاحب کی وفات ۲۱ مارچ ۱۹۰۵ء کو ہوئی۔ چنانچہ اخبار مکرم میاں معراج الدین عمر صاحب نے خرید لیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا ایڈیٹر حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو مقرر فرمایا۔ آپ کی ادارت میں اس اخبار کا نام "بدر" رکھ دیا گیا۔ بدر دسمبر ۱۹۱۳ء تک باقاعدگی سے نکلتا رہا پھر بند ہو گیا۔ پھر مارچ ۱۹۵۲ء میں درویشان قادیان کی کوشش سے دوبارہ جاری ہوا۔ اس دور کے پہلے ایڈیٹر مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مقرر ہوئے۔ اس کے بعد مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری اس کے مدیر رہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے "الحکم" اور "البدر" کو اپنے

دوباز وقرار دیا تھا۔'' (تاریخ احمدیت جلد۲ جدید ایڈیشن صفحہ۲۲۱-۲۲۲)

۴- حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا نکاح: ''۱۲ستمبر۱۹۰۲ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے نکاح کی تقریب عمل میں آئی - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء کو بذریعہ مکتوب اپنے مرید مولوی غلام حسن صاحب پشاوری......کو تحریک فرمائی تھی - انہوں نے اپنی صاحبزادی سرور سلطان صاحبہ کے لئے یہ رشتہ کمال خلوص کے ساتھ قبول کیا - چنانچہ حضرت مولوی نورالدین صاحب...... نے اس نکاح کا اعلان فرمایا - شادی مئی ۱۹۰۶ء کے دوسرے ہفتے میں ہوئی - (ملخص از الحکم ۱۷ستمبر۱۹۰۲ء صفحہ ۹-۱۰، الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ۲)

۵- حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا نکاح: ''اکتوبر۱۹۰۲ء کے پہلے ہفتہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب...... کے پہلے نکاح کی رڑکی میں تقریب عمل میں آئی - یہ رشتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریک پر حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب (......) کی صاحبزادی سے طے ہوا تھا - جن کا نام سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ تھا (پہلا نام رشیدہ ...... ناقل) - حضرت (صاحبزادہ صاحب...... ناقل) کے اس پہلے نکاح کا اعلان بھی حضرت مولوی نورالدین صاحب نے ایک ہزار روپیہ حق مہر پر فرمایا تھا - رخصتی اکتوبر۱۹۰۳ء میں ہوئی -''
(ملخص از تاریخ احمدیت جلد۲ جدید ایڈیشن صفحہ۲۲۳ تا صفحہ۲۲۵)

۶- مباحثہ مُدّ: امرتسر کے گاؤں مُدّ کے ایک بزرگ میاں محمد یعقوب احمدی ہوئے تو مخالفین نے شورش پیدا کردی - اس کے نتیجہ میں فریقین نے مسائل متنازعہ پر مناظرہ کا پروگرام بنایا -

مباحثہ کا اولین مسئلہ وفات مسیح تھا - قادیان سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت مولانا سرور شاہ صاحب مُدّ تشریف لائے ان کے ساتھ مولوی عبداللہ کشمیری صاحب بھی تھے - مخالفین کی طرف سے مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب تھے - صدر مباحثہ احمد علی صاحب ایک دوست مقرر ہوئے - اس مباحثہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مولانا سرور شاہ صاحب کو واضح کامیابی عطا فرمائی - یہ مباحثہ اکتوبر۱۹۰۲ء کے آخری ہفتہ میں ہوا تھا - (ایضاً صفحہ ۲۲۶ تا ۲۲۹)

۷- سفر بٹالہ: قادیان میں زمین کے تنازعہ کے سلسلہ میں ۷ نومبر ۱۹۰۲ء کو عدالت میں شہادت کے لئے حضورؑ بٹالہ تشریف لے گئے - (تاریخ احمدیت جلد۲ جدید ایڈیشن صفحہ۲۳۲-۲۳۳)

۸- ڈوئی کو دعوت مباہلہ: ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی آف سکاٹ لینڈ ۱۸۷۲ء میں ایک کامیاب مقرر اور پادری کی حیثیت سے پبلک کے سامنے آیا - اس نے ۱۸۹۳ء میں شکاگو میں ایک مکان کرایہ پر لے کر اپنی سرگرمیاں شروع کیں - اس شخص نے اس بات کا اعلان کیا تھا کہ ہم بیس سال کے عرصے میں ساری دنیا کو فتح کرلیں گے - یہ شخص اسلام کا سخت دشمن تھا - اس شخص نے اپنے آپ کو یسوع مسیح کا ایک رسول قرار دیا - ڈوئی کے بیانات دعوؤں اور اسلام کے خلاف

اس کی مخالفت کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس شخص کو حق و باطل میں فیصلہ کے لئے ایک سہل طریق کو اختیار کرنے کی طرف بلاتے ہوئے دعوت مباہلہ دی۔ یہ دعوت مباہلہ حضورؑ نے ستمبر ۱۹۰۲ء میں مفصل اشتہار میں دی۔ حضورؑ کی اس دعوت مباہلہ کا امریکی اخبارات کے ذریعہ خوب چرچا ہوا۔ آخر کار یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی وجہ سے پہلے اخلاقی موت کا شکار ہوا پھر اس پر فالج کا حملہ ہوا۔ اور مارچ ۱۹۰۷ء میں بڑے دکھ اور حسرت سے مر گیا۔'' (ایضاً صفحہ ۲۴۱ تا ۲۵۱)

۹۔ حضرت اقدسؑ کی پیشگوئی پگٹ کے متعلق: امریکہ میں ڈوئی کے بعد لنڈن میں خبر شائع ہوئی کہ وہاں بھی کلیپٹن کے ایک پادری جاری ہیوگ سمتھ پگٹ نے ۹ ستمبر ۱۹۰۲ء کو گرجا میں وعظ کرتے ہوئے خدا ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ یہ شخص بھی شدید مخالف اسلام تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے نام بھی اشتہار لکھا اس اشتہار کا عنوان تھا ''ایک الوھیت کے مدعی کو تنبیہ''۔ انگلستان کے اخبارات نے بڑی کثرت سے اس اشتہار کو شائع کیا۔ حضورؑ نے ۲۳؍ اگست ۱۹۰۳ء کو ایک اور اشتہار شائع کیا جس میں پیشگوئی فرمائی کہ ''یہ دلیر دروغ گو یعنی پگٹ جس نے خدا ہونے کا لنڈن میں دعویٰ کیا ہے وہ میری آنکھوں کے سامنے نیست و نابود ہو جائے گا'' چنانچہ اس پیشگوئی کے بعد یکا یک ایسے اسباب پیدا ہوئے کہ پگٹ بھی ناکامی و نامرادی (کا شکار ہوا)۔ (ایضاً صفحہ ۲۵۴ تا ۲۵۶)

۱۹۰۲ء کی تصانیف

۱۔ دَافِعُ الْبَلَاءِ وَ مِعْیَارُ اَھْلِ الْاِصْطِفَاءِ: حضرت مسیح موعودؑ نے اہل ملک کو طاعون سے بچانے کے لئے اپریل ۱۹۰۲ء میں یہ رسالہ شائع فرمایا تھا۔ اس رسالہ میں حضور نے اپنے الہامات کی روشنی میں طاعون کا روحانی پس منظر بیان فرمایا۔ نیز ''الدار'' کی خصوصی اور قادیان کی طاعون سے عمومی حفاظت کا بھی تذکرہ فرمایا اور ہندوستان کے تمام مذہبی لیڈروں کو چیلنج کیا کہ وہ بھی اپنی سچائی کسی جگہ کی حفاظت کا ذکر کر کے ثابت کریں۔

۲۔ اَلْھُدیٰ وَالتَّبْصِرَۃُ لِمَنْ یَّرٰی: یہ رسالہ ۱۲ جنوری ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا۔ اس رسالہ کے لکھنے کی یہ وجہ ہوئی کہ حضرت مسیح موعودؑ نے مصر میں علماء اور صحافیوں کو ''اعجاز المسیح'' کے چند نسخے ارسال کئے۔ ایک نسخہ السید محمد رشید رضا مدیر رسالہ ''المنار'' کو بھی بھجوایا گیا۔ قاہرہ کے اخبار ''مناظر'' اور ''ہلال'' نے تو ''اعجاز المسیح'' کی فصاحت و بلاغت کی بہت تعریف کی لیکن السید محمد رشید رضا صاحب نے اس کتاب پر اور حضور پر سخت تنقید کی۔ اس تنقید کا مخالف علماء نے سہارا لے کر اپنی طرف سے مزید حاشیہ آرائی کی۔ جس کے جواب میں حضورؑ نے فصیح و بلیغ عربی میں اَلْھُدیٰ وَالتَّبْصِرَۃُ لِمَنْ یَّرٰی تصنیف فرمائی۔

۳۔ نزول المسیح: جولائی، اگست ۱۹۰۲ء میں یہ کتاب زیر تصنیف تھی۔ جتنا حصہ تیار ہوتا وہ ساتھ ساتھ چھپ بھی رہا تھا۔ مولوی کرم دین صاحب کے بعض خطوط بھی حضورؑ نے اس کتاب میں شائع فرمائے۔ مولوی صاحب کو کسی طرح شائع

شدہ وہ حصہ ملا تو انہوں نے عدالت میں مقدمہ درج کروا دیا کہ یہ خطوط جعلی ہیں میرے نہیں۔ اس طرح یہ کتاب مکمل شائع نہ ہوسکی بعد میں اگست ۱۹۰۹ء میں (حضور کی وفات کے بعد) شائع ہوئی۔

۴۔ کشتی نوح: یہ کتاب ۵ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو شائع ہوئی۔ اس میں حضور نے گورنمنٹ کی طرف سے طاعون کے بچاؤ کے لئے ٹیکے کے انتظام کو سراہا۔ اس کتاب میں حضور نے اپنی پاکیزہ تعلیم بھی درج فرمائی ہے۔

۵۔ تحفۃ الندوہ: دارالعلوم دیوبند اور علی گڑھ تحریک کے متوازی ایک وسطی طریق اختیار کرنے کے لئے ۱۸۹۴ء سے ایک تنظیم لکھنو میں ''ندوۃ العلماء'' کے نام سے کام کر رہی تھی۔ اس تحریک کے مقاصد میں نصاب تعلیم کی اصلاح، اسلامی دارالعلوم اور دارالافتاء کا قیام خاص طور پر شامل تھا۔ مولوی سید محمد علی صاحب کانپوری اس کے ناظم اول تھے۔ شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی (۱۸۵۷ء۔۱۹۱۴) اور مولوی عبدالحق صاحب دہلوی مؤلف تفسیر حقانی نے اس کے قواعد وضوابط مرتب کئے اور مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈروں مثلاً سر سید، نواب محسن الملک، نواب وقار الملک نے اس کا خیر مقدم کیا۔ اپریل ۱۸۹۴ء میں بمقام کانپور اس کا سب سے پہلا جلسہ ہوا۔ اس کے بعد لکھنو، بریلی، اور میرٹھ میں بھی جلسے ہوئے۔ ۱۹۰۱ء میں ندوۃ العلماء کا کلکتہ میں اجلاس ہوا تو اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی شمولیت کی دعوت دی گئی۔ حضور تو اپنی دیگر دینی مصروفیات کے باعث شامل نہ ہو سکے البتہ حضور کی طرف مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک مفصل تبلیغی خط ندوہ کے نام لکھا جس میں امام الزّمان کی آواز پر لبیک کہنے کی تحریک کی مگر اہل ندوہ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ اگلے سال ۹۔۱۰۔۱۱ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو اس کا اجلاس امرتسر میں ہونا قرار پایا۔ حافظ محمد یوسف صاحب پنشنر نے جو لَوْ تَقَوَّلَ کی آیت کے متعلق آپ سے اُلجھ رہے تھے ایک ہفتہ قبل ۲ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو حضرت مسیح موعودؑ کے نام اشتہار دیا کہ میرے اس مسلک کے ثبوت میں کہ مفتری وکاذب ملہم بھی آنحضرت ﷺ کی طرح دعویٰ الہام کے بعد تیئیس برس تک عمر پا سکتا ہے۔ ان کے دوست ابواسحٰق محمد دین نے ''قَطْعُ الْوَتِین'' نامی رسالہ لکھا ہے۔ جس میں ایسے مدعیانِ کاذب کے نام مع مدت دعویٰ تاریخی کتابوں کے حوالے سے درج ہے۔ مرزا صاحب بھی جلسہ میں شامل ہوں اور لکھ دیں کہ رسالہ ''قَطْعُ الْوَتِین'' میں بیان شدہ مثالوں کو اگر ندوۃ کے منتخب علماء تاریخی لحاظ سے صحیح تسلیم کر لیں تو مرزا صاحب عین جلسہ پر ہی توبہ کا اعلان کر دیں گے۔ اشتہار سے چونکہ آنحضرت ﷺ کی سچائی پر حرف آتا تھا اور آنحضرت کی سخت توہین ہوتی تھی۔ اس لئے حضرت اقدسؑ نے ۶ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ایک مختصر سا رسالہ ''تحفۃ الندوۃ'' کے نام سے شائع فرمایا جس میں حضور نے نہایت لطیف پیرایہ میں حافظ محمد یوسف صاحب کے غلط مسلک کی تردید کر کے خدا تعالیٰ کی فعلی شہادتوں سے اپنی صداقت کے متعدد ثبوت پیش فرمائے۔

(تاریخ احمدیت جلد ۲ جدید ایڈیشن صفحہ ۲۱۹۔۲۲۰)

۱۹۰۲ء کی بیعتیں: اخبار ''الحکم'' قادیان کی شائع کردہ فہرستوں کے مطابق سال ۱۹۰۲ء میں ایک ہزار پانچ سو اٹھارہ (1518) احباب نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ جو برصغیر اور بیرونی ممالک کے ۶۶ مقامات سے تھے۔

وحی والہام کا جاری فیضان

گوہر وحیٔ خدا کیوں توڑتا ہے ہوش کر   اک یہی دیں کے لئے ہے جائے عزّ و افتخار

از: مکرم محمد احمد فہیم صاحب مربی سلسلہ احمدیہ

لغوی اعتبار سے معنی: لفظ الہام اور وحی کے لغوی معنی مختلف لغات کی رُو سے درج ذیل ہیں۔

☆ الہام کے معنی کسی بات کا دل میں ڈالنا کے ہیں اور یہ مخصوص ہے اس بات کے لئے جو اللہ تعالیٰ یا فرشتوں کی طرف سے دل میں ڈالی جائے۔ (مفردات راغب)

☆ لفظ وحی کے اصل معنی تیزی سے اشارہ کرنا یا جلدی سے کلام کرنا اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہونی بیان ہو تو اس کے معنی ہیں کسی کے دل میں اللہ تعالیٰ نے بات ڈالی یا اُس سے مخفی طور پر کلام فرمایا۔ غالب طور پر یہ لفظ انبیاء پر اُترنے والے کلام الٰہی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ (اقرب الموارد)

پس لغوی لحاظ سے الہام اور وحی ہم معنی ہیں اور مختلف مواقع پر خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر کلام نازل کرنے کے لئے استعمال فرماتا ہے۔ قرآن کریم میں اس کے لئے وحی کا لفظ ہی استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ امام راغبؒ جو قرآن کریم کی لغت کے امام سمجھے جاتے ہیں نے وحی کا لفظ انبیاء اور اولیاء ہر دو کے اوپر نازل ہونے والے کلام الٰہی کے لئے استعمال ہونا بیان فرمایا ہے۔

وحی کی اقسام از رُوئے قرآن: قرآن کریم کی رُو سے وحی کی تین بڑی اقسام ثابت ہوتی ہیں چنانچہ سورۃ الشوریٰ میں فرمایا۔

"وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ○" (الشوریٰ: ۵۲)

یعنی کسی بشر کے شایان شان نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کلام کرے سوائے وحی کے سوائے پردے کے پیچھے کلام کرے یا فرشتہ کو رسول (بنا کر) بھیجے جو اس کے حکم سے وحی کرے یقیناً وہ بڑی شان والا اور صاحب حکمت ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ

"کلام الٰہی کی تین قسمیں ہیں وحی، رؤیا، کشف۔ وحی وہ ہے جو کسی واسطہ کے بغیر نبی کے پاک اور مطہر دل پر نازل ہو اور یہ کلام زیادہ صاف اور روشن ہوتا ہے...... دوسری قسم رؤیا اور خواب ہے کہ یہ کلام

رنگین اور لطیف ہوتا ہے اور کنایہ ہوتا ہے اور وہ ذوالوجوہ ہوتا ہے جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے دونوں مبارک ہاتھوں میں دو کنگنوں کا دیکھنا یا اپنی ایک بیوی کے سب سے زیادہ لمبے ہاتھ دیکھنا یا گائے وغیرہ کو دیکھنا۔ اس قسم کا کلام تعبیر طلب ہوتا ہے۔ تیسری قسم کلام کی کشف ہے اور یہ تمثّل کی صورت میں ہوتا ہے چاہے وہ بصورت جبرائیلؑ ہو یا کسی اور فرشتہ یا کسی دوسری چیز کی صورت میں ہو...... پس آیت اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا میں سوائے مذکورہ بالا تین طریقوں کے کلام الٰہی کا اور کوئی طریق نہیں بتایا گیا۔

(ترجمہ از فارسی متن) (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ از جلد ہفتم حاشیہ صفحہ ۲۶۰-۲۶۱) (الحکم جلد ۵ نمبر ۱۱ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۱ء)

ماموز زمانہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں دوسری قومیں اور مذاہب تو الگ رہے امّت کا ایک حصہ اس غلط خیال میں مبتلا ہو گیا تھا کہ خدا کی بعض صفات ایسی ہیں کہ وہ بے شک پہلے زمانہ میں تو موجود اور زندہ تھیں۔ لیکن اب وہ معطل ہو چکی ہیں اور آئندہ ان صفات کا ظہور بند ہے مثلاً موجودہ زمانہ میں اکثر مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہو رہا تھا کہ خدا بے شک پہلے زمانوں میں بولتا تھا اپنے خاص لوگوں سے کلام کرتا تھا مگر اب وہ کلام نہیں کرتا۔

اب قیامت تک ہے اس امّت کا قصّوں پر مدار ہے غضب کہتے ہیں اب وحیٔ خدا مفقود ہے

مگر حضرت مسیح موعودؑ نے اس قسم کے باطل خیالات کو سختی کے ساتھ ردّ فرمایا اور بڑے زور سے کہا کہ خدا کی کوئی صفت معطّل نہیں بلکہ موجودہ زمانہ میں بھی اس کی ہر صفت اُسی طرح قائم ہے جس طرح پہلے زمانوں میں تھی اور آپ نے صراحت کے ساتھ لکھا کہ خدا کی کسی صفت کو معطّل قرار دینا اُس کی قدوسیّت اور ازلیّت پر ایک خطرناک حملہ ہے کہ گویا خدا کا ایک حصّہ مُردہ کی طرح ہو گیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''خدا کا نام ملہم اور منزل الوحی بھی ہے اور خُدا کی صفات کی نسبت تعطّل اور بیکاری جائز نہیں بلکہ جیسا کہ جسمانی تربیت کے لحاظ سے خدا ہمیشہ رزّاق ہے ایسا ہی اُس کا روحانی رزق بھی رُوحانی تربیت کے لئے کبھی منقطع نہیں ہوتا۔ پھر جب کہ خدا تعالیٰ کا جسمانی قانونِ قدرت ہمارے لئے اب بھی وہی موجود ہے جو پہلے تھا تو پھر رُوحانی قانونِ قدرت اس زمانہ میں کیوں بدل گیا؟ نہیں ہرگز نہیں پس وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ وحیٔ الٰہی پر آئندہ کے لئے مہر لگ گئی ہے وہ سخت غلطی پر ہیں'' (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۸۰)

مسیح موعودؑ کی طرف وحی نازل ہو گی: امت میں ظاہر ہونے والے مسیح موعودؑ کی نسبت صحیح مسلم اور مشکوٰۃ کی احادیث میں لکھا ہے کہ ''اس سے خدا تعالیٰ کلام کرے گا اور اس کی طرف وحی کرے گا۔''

(صحیح مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ باب ذکر الدجال)

اسی طرح علامہ ابن حجر الھیثمیؒ سے جب پوچھا گیا کہ جب مسیح موعودؑ آئے گا تو کیا اُس پر وحی نازل ہو گی؟ تو

انہوں نے فرمایا:

نَعَمْ یُوْحیٰ اِلَیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَحْیٌ حَقِیْقِیٌّ کَمَا فِی حَدِیْثِ مُسْلِمٍ۔

(رُوح المعانی جلد ۵ صفحہ ۶۵)

ترجمہ:- ہاں خدا تعالیٰ ان پر وحی حقیقی نازل کرے گا جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے۔

مندرجہ بالا پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ جو کہ اس زمانہ کے مامور ہیں آپ سے خدا تعالیٰ نے بکثرت مکالمہ مخاطبہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''ہم کو خدا تعالیٰ کے اس کلام پر جو ہم پر وحی کے ذریعہ نازل ہوتا ہے۔ اس قدر یقین اور علی وجہ البصیرت یقین ہے کہ بیت اللہ میں کھڑا کر کے جس قسم کی چاہو قسم دے دو۔ بلکہ میرا تو یقین یہاں تک ہے کہ اگر میں اس بات کا انکار کروں کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں تو معاً کافر ہو جاؤں''

(الحکم جلد ۴ نمبر ۴۴ صفحہ ۶ مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۰۰ء)

آپ اپنے اُردو شعر میں فرماتے ہیں: ۔

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

امت محمدیہ کے بزرگ جن پر کلام الٰہی نازل ہوا: تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی امت محمدیہ میں ایسے اولیاء گزرے ہیں جو الہام الٰہی کے مدعی تھے اور جن سے خدا تعالیٰ بذریعہ وحی والہام کلام فرماتا تھا۔ اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ وحی کو بند ماننا گویا اِن اولیاء کی صداقت کے انکار کرنے کے مترادف ہے اور ان کی تحریرات کو جھٹلانے کے برابر ہے۔ چنانچہ ذیل میں چند بزرگوں کے حوالہ جات اختصار سے درج کئے جاتے ہیں۔

مجدد دین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ:

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی اور فرمایا میں تجھے وہ طریقہ دوں گا جو ان تمام طریقوں میں جو اس وقت رائج ہیں سب سے زیادہ خدا تعالیٰ تک پہنچانے میں قریب ہوگا اور سب سے زیادہ مضبوط ہوگا۔''

(تفہیمات الٰہیہ جلد ۱ صفحہ ۴۵)

حضرت محی الدین ابن عربیؒ بیان کرتے ہیں کہ ان پر وحی نازل ہوئی اور اس میں یہ آیت نازل ہوئی۔

''قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَا اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَا اُنْزِلَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ فَاَعْطَانِی فِی ھٰذِہِ الْآیَۃِ کُلَّ الْآیَاتِ وَقَرَّبَ عَلَیَّ الْاَمْرَ وَجَعَلَھَا مِفْتَاحَ کُلِّ عِلْمٍ فَعَلِمْتُ اَنِّی مَجْمُوْعٌ مِنْ ذُکِرَ لِیْ۔''

(الفتوحات المکیۃ مطبوعہ مصر جزء ۳ صفحہ ۳۵۰)

(ترجمہ) تو کہہ دے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اُس پر جو نازل کیا گیا ہم پر اور جو نازل کیا گیا ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور اُن کی اولاد پر اور اُس پر جو دیا گیا موسیٰؑ عیسیٰؑ اور تمام انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے۔ ہم نہیں فرق کرتے کسی کے درمیان ان میں سے اور ہم خدا کے لئے کامل فرمانبردار ہیں۔ پس اس آیت میں اس نے مجھے تمام نشان دیئے اور میرے لئے روحانی امر کو قریب کر دیا اور اس نے اس آیت کو میرے لئے ہر علم کی کنجی بنایا پس میں نے جان لیا کہ میں ان تمام انبیاء کا مجموعہ ہوں جن کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔''

اسی طرح حضرت خواجہ میر درد دہلویؒ نے بھی تحدیث نعمت کے عنوان کے ماتحت اپنے الہامات کا ذکر کیا ہے۔ حضرت خواجہ صاحب کے چند الہامات یہ ہیں۔

(۱)''ولا تتبع اھواء ھم واستقم کما امرت'' پھر ایک الہام ہوا (۲)''اَفحکم الجاھلیۃ یبغون فی زمانٍ یحکم اللہ بابا تہ مایشاء'' پھر ایک اور الہام ہوا (۳)''اِنْ تُعَذِّبْھم فَاِنَّھُم عبادکَ وَاِنْ تَغْفِرْلَھُمْ فَاِنَّکَ أنت العزیز الحکیم'' (علم الکتاب دہلی از خواجہ میر الحمدی در مطبع الانصاری طبع ۱۳۰۸ھ صفحہ ۶۱)

وحی الٰہی آئندہ کے لئے بھی جاری ہے: قرآن کی کئی آیات اس طرف اشارہ کرتی ہیں کہ وحی الٰہی کا سلسلہ جاری ہے۔ منقطع نہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

''اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ (حٰمٓ السجدہ: ۳۱)

''یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر مستقل مزاجی سے اس عقیدہ پر قائم ہو گئے' ان پر فرشتے اتریں گے یہ کہتے ہوئے کہ ڈرو نہیں اور کسی پچھلی غلطی کا غم نہ کرو اور اس جنت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔''

اس آیت کی تفسیر میں حضرت علامہ بیضاویؒ اپنی تفسیر القرآن میں لکھتے ہیں کہ مومنوں پر اِسی دُنیا میں الہام الٰہی کے نزول کا اس آیت میں وعدہ دیا گیا ہے۔ (تفسیر بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۲۶۷ مطبع احمدی دہلوی)

حضرت مسیح موعودؑ اِس جاری فیضان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''سچی معرفت بغیر مخاطبات الٰہیہ کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ بات اِس اُمّت کو حاصل نہیں تو خیر اُمّت کس طرح سے بن گئی۔ اللہ تعالیٰ نے مخاطبات کا دروازہ بند نہیں کیا ورنہ نجات کا کوئی ذریعہ باقی نہ رہتا'' (اخبار البدر جلد نمبر ۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۶ رنومبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

مبارک وہ جو اب ایمان لایا

حضرت منشی گلاب دین......آف رہتاس ضلع جہلم

یکے از ۳۱۳ رفقائے حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ

تحریر: مکرم ملک مقصود احمد صاحب رہتاسی

حضرت منشی گلاب دین صاحب رہتاس ضلع جہلم کے وہ سعید فطرت اور نیک سیرت انسان تھے جنہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ ۳۱۳ رفقاء میں شامل ہیں جن کا ذکر حضرت اقدس کی کتاب ''انجام آتھم'' میں ہے۔ حضرت منشی صاحب کے بارہ میں یہ مضمون معتبر خاندانی روایات، اُن کے بیٹے محمد حسن مرحوم (حسن رہتاسی) کی یادداشتوں اور چند ایسے اشخاص جنہوں نے حضرت منشی صاحب کو دیکھا تھا کی معلومات پر مبنی ہے۔

حضرت منشی صاحب کا حسب ونسب اور خاندان: آپ کا سلسلہ نسب حضرت علیؓ کے بیٹے محمد بن علی سے ملتا ہے جو تاریخ میں امام محمد بن حنفیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ اس طرح آپ اعوان قبیلہ سے ہیں جو حضرت علیؓ کی غیر فاطمی اولاد ہیں۔ مغل بادشاہ نصیر الدین ہمایوں جب ہندوستان میں دوبارہ شاہ ایران کی مدد سے برسر اقتدار آیا تو آپ کا خاندان وادی سُون سکیسر سے اُس کی سپاہ کے ساتھ رہتاس آیا تھا۔ اِس خاندان کو رہائش کے لئے قلعہ کے اندر جگہ دی گئی اور گذر اوقات کے لئے زمینیں عنایت کی گئیں۔ کچھ زمین سکھوں کے دور میں اِس خاندان سے چھین لی گئی اور کچھ ان کے آباؤ اجداد کے دوسرے افراد کے قبضہ میں آگئیں جب کہ حضرت منشی صاحب کو احمدیت قبول کرنے پر زمینوں سے محروم کر دیا گیا۔

ولادت۔تعلیم: آپ ۱۸۴۸ء میں چوہدری شرف دین صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد رہتاس کی اہم شخصیات میں سے تھے۔ حضرت منشی صاحب نے اپنی قبیلہ میں سب سے پہلے مڈل اور نارمل کے امتحانات پاس کئے اور پھر محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کی۔ اس کے علاوہ رواجی دینی تعلیم بھی حاصل کی۔ تعلیم کے ساتھ شاعری کا شوق تھا اور اپنا شعری مجموعہ ''کلیاتِ گلاب'' کے نام سے ترتیب دیا تھا۔ مطالعہ کتب کا شوق تھا۔ تفاسیر، احادیث اور تصوّف کی کتب آپ کے مطالعہ میں رہتی تھیں۔ قرآن مجید کے ساتھ بڑا عشق تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ، حضرت شاہ رفیع الدین کے تراجم قرآن مجید تصوف میں اکسیر ہدایت، منطق الطیر اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تفسیر سورۃ فاتحہ اور حضرت امام زین العابدینؒ کی کتاب صحیفہ کاملہ آپ کے زیر مطالعہ رہتی تھیں۔ آپ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتے تھے اور شیعہ حضرات میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور آپ کی قابلیت اور لیاقت کا اعتراف کیا جاتا تھا۔ مجالس محرّم وغیرہ میں سوزخوانی اور تحت اللفظ مرثیہ گوئی کرتے تھے۔ آپ ہر مذہب کے جلسوں میں جاتے اور علماء واتقاء کی صحبت پسند کرتے چنانچہ اسی غرض سے حضرت

حکیم مولانا نورالدین...... (خلیفۃ المسیح الاول) کے پاس جموں حاضر ہوئے۔ آپ نے عربی کی تعلیم بڑے شوق سے حضرت مولانا برہان الدین...... سے حاصل کی تھی۔

قادیان کا سفر اور قبول احمدیت: حضرت منشی گلاب دین...... جب ۴۴ سال کے ہوئے تو ان کی زندگی میں ایک حیرت انگیز واقعہ رونما ہوا جس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

''چونکہ یہ زمانہ حضرت امام مہدیؑ کے ظہور کا تھا۔ ہر خاص و عام امام مہدی کی آمد کے منتظر تھا۔ سعید فطرت لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارات کا سلسلہ جاری تھا۔ حضرت منشی صاحب کی ہمشیرہ رانی (زوجہ علی بخش مرحوم) نے خواب میں دیکھا کہ آسمان پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا ہے اور ہر طرف روشنی پھیل گئی ہے۔ انہوں نے صبح اٹھ کر اپنی خواب حضرت منشی صاحب کو سنائی اور صرف اتنا کہا کہ مہدی آ گیا ہے اس کو ڈھونڈو۔'' (روایت ملک فضل احمد متوفی ۱۹۷۸)

اس کے کچھ دن بعد حضرت منشی صاحب کے ایک نہایت متقی شاگرد سید غلام حسین شاہ نے جو جہلم کچہری محکمہ مال میں ملازم تھے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اشتہار اور دو کتب مطالعہ کے لئے بھیجیں کہ غور سے ملاحظہ کریں۔ اور دیکھیں کہ مصنف کس شان کا شخص ہے۔ جب آپ نے وہ کتابیں دیکھیں (جن میں ایک کتاب براہین احمدیہ تھی) آپ نے اپنی ہمشیرہ سے کہا کہ مبارک ہو آپ کی خواب پوری ہوگئی ہے۔ امام مہدی کا ظہور ہو گیا ہے جب کتب کا مطالعہ کیا۔ دوران مطالعہ آپ کو کچھ مشکل پیش آئی تو آپ اپنے ایک دوست میاں اللہ دتہ صاحب کے پاس گئے جو ناخواندہ ہونے کے باوجود بڑے ذہین، دانا اور نیک سیرت انسان تھے۔ انہوں نے کہا کہ مولوی صاحب (منشی صاحب۔ ناقل) آپ صبر سے کام لیں کہیں جلدی میں صادق کا انکار نہ ہو جائے۔ (روایت حسن رہتاسی الفضل قادیان ۲۷ جنوری ۱۹۲۱ء)

جب حضرت مولوی برہان الدین جہلمی...... قادیان اور ہوشیار پور جا کر حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کے بعد واپس جہلم آئے تو منشی گلاب دین صاحب آپ کے پاس گئے اور اپنی ہمشیرہ کی خواب اور کتب کے مطالعہ کا ذکر کیا تو مولوی برہان الدین جہلمی...... نے کہا کہ جس کی ہمیں انتظار تھی وہ قادیان میں پیدا ہو گیا ہے جاؤ تم بھی دیکھ آؤ اور تسلی کر لو اس پر منشی گلاب دین صاحب نے کچھ اعتراض کیا تو غصہ میں آ کر فرمایا کہ ''...... پہلے اسے جا کر دیکھ آؤ پھر آ کر میرے ساتھ بات کرنا۔'' تو یوں...... قادیان کا سفر اختیار کیا۔ آپ کے ہمراہ آپ کا ایک قریبی رشتہ دار ملک غلام حسین صاحب قادیان گئے۔ جب بٹالہ پہنچے تو آپ کی ملاقات مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے ہوئی۔ انہوں نے آمد کے بارے میں پوچھا تو علم ہوا کہ یہ دونوں آدمی مولوی (مرزا۔ ناقل) غلام احمد کی ملاقات کے لئے رہتاس سے آئے ہیں تو انہوں نے کافی بہکایا قریب تھا کہ آپ واپس آ جاتے مگر اس خیال سے کہ واپس جا کر کیا بتائیں گے، بٹالہ سے صبح سویرے سفر شروع کیا اور قادیان جا کر حضرت مسیح موعودؑ سے (جب کہ آپ سیر کر کے واپس آ رہے تھے) ملاقات ہوئی آپ کے نورانی چہرہ کو دیکھ کر...... واپس

آ گئے- (روایت از ملک کرم دین جہلمی متوفی ۱۹۹۵ء)

اور جب مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا تو منشی گلاب دین...... اور ملک غلام حسین ...... نے ...... بیعت کا خط لکھ دیا- حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بذریعہ خط آپ کی بیعت بتاریخ ۸- ستمبر ۱۸۹۲ء کو منظور فرمائی- آپ کا بیعت نمبر ۳۵۲ درج ہے- حضرت اقدسؑ کی تصنیف انجام آتھم میں مندرجہ فہرست ۳۱۳ رفقائے بانی سلسلہ احمدیہ میں آپ کا نمبر ۳۴ ہے- (انجام آتھم - روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۵) آپ نے بیعت کرتے وقت چار آنے ارسال کئے بعد میں دو آنے ماہوار چندہ ادا کرتے رہے- آپ نظام وصیت میں شامل ہوئے اور اپنی زندگی میں ہی اپنے بیٹے محمد حسن صاحب المعروف جناب حسن رہتاسی اور دو بیٹیوں استانی کرم بی بی صاحبہ اور استانی رحیم بی بی صاحبہ کو بھی نظام وصیت سے وابستہ کر دیا- بیعت کے بعد...... لوگوں کو دعوت حق دینا شروع کی بعض تو الگ ہو گئے اور بعض سنتے رہے- شیعہ حضرات کے اصرار پر ایک آدھ دفعہ ان کی مجلس میں مرثیے پڑھے پھر محرم کا مہینہ آنے پر آپ قادیان کا سفر اختیار کر لیتے- حضرت خلیفۃ المسیح الاول بڑی خوشی سے حضرت مسیح موعود کے پاس ان کی آمد کا ذکر کیا کرتے-

محکمہ تعلیم میں خدمات: آپ کو جہاں بچوں کی تعلیم کے متعلق شوق تھا وہیں بچیوں کی تعلیم کے واسطے فکر مند رہتے تھے- اپنے دوست احباب کو تلقین فرماتے کہ اپنی بیٹیوں کو بھی تعلیم دلائیں- مگر اس وقت ہر شخص آپ کی مخالفت کرتا تھا اور بچیوں کو تعلیم دلوانے سے منع کرتے تھے اس وقت حضرت منشی صاحب کی دونوں بیٹیاں سکول میں تعلیم حاصل کر رہی تھیں- اس کے علاوہ اپنے گھر میں مستورات کو دنیاوی تعلیم و دینی تعلیم اور قرآن شریف پڑھاتے تھے اور جب ضلع جہلم کا پہلا زنانہ مدرسہ قائم ہوا آپ کی خدمات زنانہ مدرسہ میں منتقل کر دی گئیں اور پرائمری پاس لڑکیاں سکول میں معلمات بنائی گئیں- جن میں سب سے پہلے آپ کی بیٹی استانی کرم بی بی تھیں- ایک زمانہ دراز کے بعد جب زنانہ معلمات کا ٹھیک انتظام ہو گیا تو آپ کی خدمات دوبارہ مردانہ مدراس کی طرف منتقل کر دی گئیں اور پھر آپ انسپکٹر آف سکولز کے عہدہ پر فائز ہوئے- افسران بالا نے آپ کے کام کو ہمیشہ اچھا لکھا اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھا- آپ کی ملازمت کا زمانہ قریباً پچاس سال ہے- ضلع جہلم کا ہر مدرس مرد ہو یا عورت یا تو آپ کا شاگرد ہے یا شاگردوں کا شاگرد- آپ رہتاس میں بانی تعلیم نسواں مانے جاتے تھے آپ کی خدمات جلیلہ کی قدر کرتے ہوئے گورنمنٹ نے اپریل ۱۹۱۹ء میں مبلغ چھ سو روپیہ بطور انعام دیا-

حضرت منشی صاحب کی دینی اور علمی خدمات: جہاں تک علمی خدمات کا تعلق ہے تو آپ انعام کے مستحق ٹھہرے مگر ادبی دنیا میں سب سے بڑا انعام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو خود عطا فرمایا کہ آپ کی مشہور زمانہ نظم جو نزول مسیح پر لکھی تھی اپنی کتاب ''سراج منیر'' میں شائع کی- یہ ایسا انعام ہے جو قیامت تک قائم رہے گا-

اللہ اللہ صدی چودھویں کا جاہ و جلال — رحمتِ حق سے ملا ہے اسے کیا فضل و کمال
شرک و بدعت کی سیاہی تو لگی ہونے دُور — نظر آنے لگا توحید کا اب حُسن و جمال

راز سر بستہ بہت علم لدنی کے کُھلے دیکھ لی کشف و کرامات کی ایک زندہ مثال
کُھل گیا آج کہ ہے معجزہ زندہ قرآن سب جہان مان گیا سامنا اس کا ہے محال
ہر مخالف کا کٹا تیغ براہین سے سر ہو گئے غیر مذاہب بھی بجت پامال

آپ کا تصنیف کردہ کلام جماعت کے اخبارات اور رسائل میں اکثر ملتا ہے اور آپ کے تحریر کردہ مضامین بھی اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ جن کو پڑھ کر ان کی قابلیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ۱۸ر نومبر ۱۹۰۸ء رسالہ الحکم نمبر ۵۸ جلد نمبر ۱۲ میں آپ کا مضمون سنت اور بدعت کے عنوان سے چھپا ہے جس کو پڑھ کر بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آپ کا مجموعہ کلام ''کلیات گلاب'' جو کہ حسن رہتاسی...... کے پاس تھا ضائع ہو چکا ہے۔ مگر چند نظمیں جو ان کی بیٹی استانی کرم بی بی مرحومہ کے پاس تھیں راقم کے پاس محفوظ ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چند کتب جو حضرت منشی صاحب کے زیر مطالعہ رہتی تھیں وہ بھی میرے پاس محفوظ ہیں۔

حضرت منشی صاحب کے کلام کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

بشر دنیا میں آتے ہیں عجب منظر دکھاتا ہے جب آتا ہے ہنساتا ہے تو جاتا ہے رُلاتا ہے
تعجب ہے نہ آنے پر مگر جانے پر کیوں اتنا وداع کا نام سنتے ہی کلیجہ منہ کو آتا ہے
سرائے منزلِ فانی کا منظر دیکھتے جاؤ کوئی بستر بچھاتا ہے کوئی بستر اٹھاتا ہے

حضرت منشی صاحب کی ایک اور غیر مطبوعہ نظم سے چند اشعار۔

تم بھی خدا سے اس کے مقابل کرو دُعا اس کا خُدا ہے کیا تمہارا خُدا نہیں
صادق جو ہوگا ہوگی اُس کی دُعا قبول کاذب کی حق قبول تو کرتا دُعا نہیں
جو صدق و کذب کا ہے دُعا پر مدار سب صادق ہو تم تو کس لئے کرتے دُعا نہیں

سیرت و اخلاق: حضرت منشی گلاب دین...... کی وفات کے ایک عرصہ بعد خاکسار نے ان کے بارہ میں حالات دریافت کرنے شروع کئے۔ ان کے تمام عزیز و اقارب وفات پا گئے تھے۔ اہل رہتاس میں تین اشخاص ایسے تھے جو ان کے زمانہ کے قریب تھے۔

(۱) رہتاس کے ایک غیر از جماعت دوست حاجی اللہ دتہ صاحب جو 1995ء کو فوت ہوئے ان سے معلومات لیں۔ حاجی اللہ دتہ صاحب نے بتایا کہ جب میں نے آپ کو دیکھا اس وقت آپ رہتاس کے قریب گاؤں جنڈالہ میں پڑھاتے تھے۔ آپ کا جسم درمیانہ، قد لمبا، سفید کلے پر بڑی پگڑی باندھے تھے۔ باریش تھے سر کے بال لمبے مہندی لگاتے تھے۔ رہتاس میں ایک عالم کے طور پر جانے جاتے تھے۔ مخلص، مخیر، خیر خواہ تعلیم نسواں کے دلدادہ تھے۔ رہتاس میں تعلیم نسواں کے بانی تھے۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد مرثیہ خوانی چھوڑ دی تھی۔ رہتاس والوں نے آپ کی مخالفت نہیں کی ان کا اپنا اثر و رسوخ بہت

تھا۔کسی شخص میں یہ جرأت نہیں تھی کہ کسی بات میں آپ کا مقابلہ کرسکے۔

(۲) سید میر مظہر علی شاہ صاحب امروہوی (جو کہ ہندوستان میں امروہہ سادات کے رہنے والے تھے) کے بیٹے سید غضنفر علی شاہ صاحب ڈی۔آئی۔جی ریاست جگدل پور (ہندوستان) رہتاس آکر مقیم ہوئے تو حضرت منشی گلاب دین صاحب کا تعارف اس علاقہ کے جید عالم کے طور پر کرایا گیا۔

(۳) ایک خاتون آپ کے اپنے خاندان کی ہیں جن کا نام فضل بیگم ہے انہوں نے بتایا کہ منشی صاحب میرے پھوپھا تھے بہت رعب والے تھے کسی کی جرات نہیں ہوتی تھی جو اُن کا سامنا کرسکے۔بچیوں سے بہت پیار کرتے تھے۔

وفات: آپ لمبے عرصہ سے بعارضہ چنبل بیمار تھے۔جون ۱۹۲۰ء کو اس میں شدت آگئی اور تکلیف بڑھتی گئی۔بیماری میں شدت کے باوجود شکوہ شکایت نہیں کرتے تھے بلکہ سبحان اللہ، الحمدللہ آپ کی زبان پر رہتا تھا۔ایک دوست نے پوچھا کہ مولوی صاحب کیسی طبیعت ہے تو فرمانے لگے کہ پہلے میں لوگوں کو رُلاتا تھا مگر اب خود روتا ہوں۔۱۳ر نومبر ۱۹۲۰ء کو جہلم ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔۲۳ نومبر تک حالت اچھی رہی مگر اُسی دن آپ کی حالت نازک ہوگئی اور ہسپتال میں ہی آپ کا انتقال ہوگیا جہاں سے آپ کا جنازہ رہتاس لایا گیا۔حضرت مولوی عبدالمغنی...... ابن مولوی برہان الدین جہلمی ...... نے جنازہ پڑھایا۔قلعہ رہتاس کے دروازہ خواص خانی کے باہر مزار کمال چشتی کے احاطہ میں جانب مشرق آپ دفن کئے گئے۔ اِنا لِلّٰہ وانا الیہ راجعون آپ کی بیماری کے ایام اور وفات کے وقت تک آپ کے فرزند حسن رہتاسی موجود تھے۔آپ کی اولاد حسن رہتاسی صاحب اور دونوں بیٹیاں کرم بی بی اور رحیم بی بی رفقائے بانی سلسلہ احمدیہ میں شامل تھے اور نظام وصیت سے منسلک تھے۔آپ کی دونوں بیٹیوں سے اولاد احمدیت سے منسلک مخلص احمدی ہیں۔

حضرت منشی صاحب کی اولاد: حضرت منشی صاحب کی اولاد میں آپ کا ایک بیٹا مکرم محمد حسن صاحب (حسن رہتاسی) ولادت ۱۸۷۷ء بیعت دستی ۱۸۹۶ء وفات ۱۰ مارچ ۱۹۵۱ء بعمر ۷۴ سال وصیت نمبر ۴۸۰۵۔جناب حسن رہتاسی کی اولاد: مکرم عبدالسلام صاحب احمدیت پر قائم ہیں مکرم ریاض احمد اور مکرم ملک نصاب دین کا تعلق احمدیت سے نہ رہا۔ بیٹیاں مکرمہ امۃ العزیز صاحبہ مکرمہ امۃ الرؤف صاحبہ مکرمہ امۃ الرحیم صاحبہ۔

مکرمہ استانی کرم بی بی: ولادت جنوری ۱۸۸۶ء بیعت ۱۹۰۵ء وفات ۴ ستمبر ۱۹۶۲ء بعمر ۷۷ سال وصیت نمبر ۲۲۹۲۔ان کی اولاد مکرم عبدالخالق صاحب۔مکرم عبدالمالک صاحب۔مکرم عبدالواحد صاحب (والد مضمون نگار) مکرم رحمت الٰہی صاحب

مکرمہ استانی رحیم بی بی بیعت ۱۹۰۵ء وفات ۱۱ جنوری ۱۹۳۶ء ان کی اولاد مکرمہ رابعہ بی بی صاحب مکرم احمد حسن صاحب۔مکرم عبدالغنی صاحب تھے۔

راہِ طلب میں مضطر و بیکل بنے رہو
تم جستجوئے یار کا ہر پل بنے رہو

اپنے لہو سے راہ کے روشن کرو چراغ
اور قافلوں کے واسطے مشعل بنے رہو

اپنے جنوں سے عشق کی راہوں کو نور دو
اہلِ خرد کی آنکھ کا کاجل بنے رہو

دستِ حیا سے ڈھانپ کے تم دوسروں کے عیب
اس بے لباس عہد کا آنچل بنے رہو

اے رہروو ! کٹھن ہے بڑا دھوپ کا سفر
تشنہ لبوں کے واسطے چھاگل بنے رہو

تم فصلِ گُل کے آخری ہو پاسباں سنو!
تشنہ ہو جب زمیں تم بادل بنے رہو

اُس حسنِ صد جمال کی کرنوں سے لو ضیاء
چہروں کو دو نکھار اور اجمل بنے رہو

ضیاء اللہ مبشّر

مجلس انصار اللہ پاکستان کی سالانہ علمی ریلی

منعقدہ مورخہ ۲۹-۳۰ دسمبر ۲۰۰۱ء

از: مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب قائدِ تعلیم

شوریٰ مجلس انصار اللہ پاکستان ۲۰۰۰ء نے کثرت رائے سے سالانہ علمی ریلی کے انعقاد کی تجویز منظور کئے جانے کی سفارش کی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کی منظوری عنایت فرمائی۔ بعد میں مکرم صدر مجلس کی ھدایات کی روشنی میں قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان نے کل پاکستان پہلی سالانہ علمی ریلی منعقد کرنے کے انتظامات کئے۔ اس کی ایک اجمالی رپورٹ ہدیہ قارئین ہے۔ (نوٹ: یہ رپورٹ اختتامی تقریب میں پیش کی گئی)

افتتاحی تقریب: اس ریلی کا افتتاح مورخہ ۲۹ دسمبر بروز ہفتہ صبح نو بجے مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے فرمایا۔ افتتاح کے موقع پر پاکستان کے ۲۱ اضلاع کی ۶۶ مجالس کے ۱۵۰ انصار علمی مقابلہ جات میں شرکت کے لئے تشریف لا چکے تھے۔ جب کہ مہمانوں کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔

پروگرام مقابلہ جات: افتتاحی تقریب کے بعد علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ پہلے مقابلہ تلاوت قرآن کریم، مقابلہ حفظ قرآن، مقابلہ نظم اور مقابلہ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام منعقد ہوئے۔ مقابلہ تلاوت میں ۶۹ انصار نے شرکت کی۔ جس میں قرآن مجید کے کسی حصہ کی خوش الحانی سے تلاوت کرنا تھی۔ مقابلہ حفظ قرآن میں ۲۶ انصار نے حصہ لیا۔ اس کے نصاب میں قرآن مجید کی ۳۶ سورتوں میں سے منتخب قرآنی آیات تھیں جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نمازوں میں تلاوت فرماتے ہیں۔ مقابلہ نظم میں ۶۱ انصار نے درثمین، کلام محمود، درعدن اور کلام طاہر میں سے پُر معارف اور پُر شوکت کلام خوش الحانی سے پیش کیا۔ مقابلہ کتب میں حضرت مسیح موعودؑ کی ۵ کتب نصاب میں شامل تھیں یہ امتحان تحریری تھا جس میں ۱۰۳ انصار نے شرکت کی۔ اس طرح پہلے روز کے علمی مقابلہ جات رات نو بجے اختتام پذیر ہوئے۔

دوسرے روز کے پہلے سیشن میں مقابلہ تقریر منعقد ہوا جس میں ۳۰ انصار نے درج ذیل موضوعات پر تقاریر کیں۔

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت داعی الی اللہ

۲- وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

۳- خلافت احمدیہ کی برکات ۴- تربیت اولاد ۵- میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

چھٹا اور آخری مقابلہ دینی معلومات کا تھا۔ اس کا نصاب کتاب 'بنیادی نصاب' شائع کردہ مجلس انصار اللہ پاکستان

اور کتاب 'دینی معلومات' شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان تھیں۔ یہ مقابلہ زبانی سوال و جواب کے طریق پر منعقد کیا گیا۔ جس میں ۲۵ انصار شامل ہوئے۔

اس علمی ریلی کی حاضری انتظامیہ کی توقعات سے بہت بڑھ کر رہی چنانچہ جملہ انتظامات کو وسیع کیا گیا۔ شدید سردی، سخت دھند جیسے ناموافق موسمی حالات کے باوجود پاکستان بھر سے انصار نے اس ریلی میں بھرپور شرکت کی اور تمام پروگراموں میں بہت محبت اور عقیدت کے ساتھ شامل رہے اور ریلی کے دوران تمام علمی مقابلہ جات میں ہال حاضرین سے بھرا رہا۔

اختتامی تقریب: اختتامی تقریب سے قبل حاضری کی آخری رپورٹ کے مطابق اس ریلی میں پاکستان کے ۲۶ اضلاع کی ۱۰۵ مجالس کے ۲۵۰ انصار نے ریلی میں شمولیت کی۔ ماہ دسمبر کے یہ آخری ایام ربوہ میں ایک خاص روحانی ماحول کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ جلسہ سالانہ کے ان مبارک ایام میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے پروانے دنیا کے تمام کونوں سے یہاں اکٹھے ہوتے تھے۔ اس موقع پر یہ سرزمین اللہ کے ذکر سے آباد اور شاداب ہوتی اور نعرہ ہائے تکبیر سے گونجتی تھی۔ اللہ کرے اس بستی میں وہ حسین اور مقدس نظارے دوبارہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ سب کو حضرت مسیح موعودؑ کی ان دعاؤں کا وارث بنائے جو آپؑ نے ان دینی اجتماعات اور دینی اغراض کے لئے اکٹھے ہونے والوں کے لئے کیں۔ مجلس انصار اللہ پاکستان اور انتظامیہ علمی ریلی نے مقدور بھر کوشش کی کہ ریلی کے جملہ انتظامات بطریق احسن سرانجام پاتے رہیں اور مہمانوں کی ضرورت اور آرام کا خیال رکھا جائے تاہم اگر خدمت میں کوئی خامی رہ گئی ہو تو اس کے لئے درگزر فرمائیں۔

ہماری یہ پہلی سالانہ علمی ریلی تھی۔ آئندہ انشاء اللہ اس ریلی کو مزید بہتر بنانے کے لئے قیادت تعلیم آپ کی تجاویز اور آراء کی منتظر رہے گی۔ خاکسار اراکین عاملہ مجلس انصار اللہ پاکستان۔ علمی ریلی کے منتظمین، معاونین، ناظمین اضلاع / زعماء اعلیٰ انصار اللہ پاکستان، مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان، دارالضیافت و دیگر ادارہ جات کا ممنون ہے جنہوں نے ریلی کے کامیاب انعقاد کے لئے معاونت کی۔ فجز اھم اللہ احسن الجزاء۔

پہلی سالانہ علمی ریلی ۲۰۰۱ کی اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم و محترم مرزا مسرور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان اس تقریب میں رونق افروز ہوئے۔ آپ نے ہماری درخواست پر اس علمی ریلی میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم فرمائے اور آخر میں اختتامی دعا کروائی اور یہ تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

(نوٹ: علمی مقابلہ جات میں انعام حاصل کرنے والے انصار کی فہرست آئندہ اشاعت میں دی جائے گی)

نتیجہ امتحان سہ ماہی سوم ۲۰۰۱

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان

امتحان سہ ماہی سوم ۲۰۰۱ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۴۰ مجالس کے ۳۱۶۱ انصار نے شرکت کی۔ درج ذیل انصار نے نمایاں پوزیشین حاصل کی۔

اول: مکرم قریشی فصیح الدین احمد صاحب نارتھ کراچی　　دوم: مکرم عبدالمنان محمود شاہکوٹی صاحب نارتھ کراچی

سوم: مکرم محمود مجیب اصغر صاحب اٹک و مکرم منصور احمد لکھنوی صاحب گلشن شرقی کراچی

مندرجہ ذیل انصار نے اس امتحان میں خصوصی گریڈ اے حاصل کر کے نمایاں کامیابی حاصل کی اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک کرے۔ آمین

ربوہ: مکرم مبارک احمد خاں صاحب، مکرم حبیب اللہ شاد صاحب، مکرم سید بشیر احمد صاحب دارالنصر شرقی، مکرم عبدالباسط خاں صاحب دارالرحمت شرقی الف، مکرم مرزا غلام رسول صاحب دارالبرکات، مکرم عبدالرشید منگلا صاحب دارالرحمت شرقی الف، مکرم محمد صدیق گورداسپوری صاحب دارالرحمت وسطی، مکرم محمد عبداللہ قریشی ہاشمی صاحب دارالصدر شرقی، مکرم عبدالسلام ظافر صاحب ناصر آباد غربی، مکرم ملک محمد حسین صاحب دارالفضل غربی، مکرم منشی شیر محمد صاحب دارالعلوم شرقی حلقہ نور۔

کراچی: مکرم حمیدالدین احمد صاحب ماڈل کالونی، مکرم محمود احمد ونیس صاحب کورنگی کراچی، مکرم عبدالباری قیوم شاہد صاحب مارٹن روڈ، مکرم سید محمود احمد شاہ بخاری صاحب گلشن اقبال غربی، مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب ڈرگ روڈ، مکرم محمد ابراہیم شاد صاحب سٹیل ٹاؤن گلشن حدید۔

لاہور: مکرم محمود احمد چغتائی صاحب دارالسلام، مکرم شیخ مامون احمد صاحب، مکرم شمیم احمد صدیقی صاحب بیت الاحد، مکرم نعیم احمد صدیقی صاحب، مکرم چوہدری نثار احمد ڈیفنس۔

فیصل آباد: مکرم محمد اصغر عتیق صاحب مکرم محمد اسلم شاکر صاحب مکرم سید محمد یحییٰ صاحب دارالحمد، مکرم چوہدری احمد دین صاحب دارالذکر۔

اسلام آباد: مکرم عبدالمنان فیاض صاحب اسلام آباد شرقی،

(بقیہ صفحہ ۳۶ پر)

مجلس انصار اللہ کے میڈیکل کیمپ -- اور معجزانہ شفا

جماعت احمدیہ کو محض خدا کے فضل سے دکھی انسانیت کی خدمت کی توفیق مل رہی ہے- یہ خدمت فری میڈیکل کیمپس کے ذریعہ بھی ہے- جس سے ایسے لوگوں کو علاج کی سہولت میسر آتی ہے جہاں طبی سہولیات یا تو موجود نہیں یا اگر موجود ہیں تو غریب طبقہ مالی استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے علاج نہیں کروا سکتا-

فری میڈیکل کیمپس کے مواقع پر حیرت انگیز طور پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے مریض شفا بھی پاتے ہیں جو اپنے علاج سے مایوس ہو چکے ہوتے ہیں- ایسا ہی ایک واقعہ مکرم زعیم صاحب اعلیٰ انصار اللہ راولپنڈی صدر نے اپنے کیمپ کی رپورٹ میں تحریر کیا ہے- موصوف بیان کرتے ہیں کہ منوال کے مقام پر فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا- یہاں ایک بچی جس کی عمر ۵ سال کے قریب تھی جب وہ علاج کے لئے ہمارے کیمپ میں آئی تو اس کے جسم پر پھوڑے، پھنسی، خارش کے علاوہ پیپ بھی پڑی ہوئی تھی- اس کا بہت علاج کروایا گیا اور کثیر روپیہ بھی خرچ کیا گیا لیکن افاقہ نہ ہوا- ہمارے کیمپ کے ڈاکٹر صاحب نے اسے تین دن کی دوا دی- دوسرے ہی دن اس کے اہل خاندان نے بیان کیا کہ آج کی رات ہم چین سے سوئے ہیں- دوبارہ جب ڈاکٹر صاحب کے پاس وہ بچی معائنہ کروانے کے لئے آئی تو اس کے جسم پر خارش کا کوئی نشان نہ تھا- اس واقعہ کی وجہ سے گاؤں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ احمدی ڈاکٹر آیا تو یہ بچی ٹھیک ہوئی ورنہ یہ ٹھیک نہ ہوتی تھی- اب اس گاؤں والے ہمارے کیمپ کی آمد کا شدت سے انتظار کرتے ہیں-

اس قسم کے واقعات کیمپس کے دوران محض خدا کے فضل سے رونما ہوتے ہیں جو ازدیادِ ایمان ہیں-

مُرسلہ: قائدِ ایثار مجلس انصار اللہ پاکستان- ربوہ

(بقیہ از صفحہ ۳۵)

مکرم ایم اے لطیف شاہد صاحب اسلام آباد غربی، مکرم رفیق احمد سعید صاحب اسلام آباد جنوبی-

متفرق: مکرم عبدالمجید زاہد صاحب کنری ضلع عمرکوٹ، مکرم محمد یعقوب امجد صاحب کھاریاں ضلع گجرات، مکرم ارشاد احمد صاحب پشاور، مکرم جلال الدین شاد صاحب و مکرم فخر الحق صاحب سیالکوٹ شہر، مکرم احمد حسین رانا صاحب شیخوپورہ، مکرم رفیق احمد بجہ صاحب میر پور خاص، مکرم محمد نذیر احمد صاحب کنڈن سیان سیالکوٹ، مکرم عبدالرشید اعوان صاحب بہاولپور شہر، مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد صاحب حافظ آباد، مکرم محمد اکبر گوندل صاحب حسن آباد ملتان،

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک کرے اور تمام شرکاء امتحان کو علم و فضل میں ترقی کرنے اور اپنی رضا کی راہوں پر آگے بڑھنے کی توفیق عطاء کرے- آمین (ڈاکٹر عبدالخالق خالد قائد تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان)

ھجری شمسی کیلنڈر

اقوام عالم میں عام طور پر عیسوی کیلنڈر رائج ہے جس کی بنیاد شمسی حساب پر ہے- یہ سن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے شروع ہوتا ہے- اِس کے بالمقابل ہجری سن ہے جس میں قمری مہینے استعمال ہوتے ہیں- جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... کی زیرنگرانی ۱۹۴۰ء میں ہجری شمسی کیلنڈر رائج کیا گیا- اس کیلنڈر کی بنیاد شمسی حساب پر رکھی گئی- مگر اس کی ابتداء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی بجائے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہجرت سے کی گئی- اِس لحاظ سے ۲۰۰۲ء میں ۱۳۸۱ ہجری شمسی ہے- یعنی شمسی لحاظ سے حضرت رُسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت پر تقریباً ۱۳۸۰ سال گزر چکے ہیں-

اس کیلنڈر کے بارہ مہینوں کے نام تاریخ اسلام کے خاص خاص واقعات کی بناء پر ہیں- یہ مہینے سنِ عیسوی کے مہینوں کے ساتھ ہی شروع ہوتے اور ساتھ ہی ختم ہوتے ہیں-

شمسی مہینوں کے نام

۱- صُلح: اس مہینہ شمسی میں کُفّارِ مکّہ کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر صُلح کا معاہدہ ہُوا جس کے نتیجہ میں لوگ کثرت سے مُسلمان ہونے شروع ہو گئے اللہ تعالیٰ نے اسے فتحِ مُبین قرار دیا- عیسوی تقویم میں ماہ جنوری تھا-

۲- تبلیغ: ماہ فروری میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کی طرف تبلیغی خطوط ارسال فرمائے- اور اُن کو اسلام کی دعوت پہنچائی- چنانچہ اس ماہ کو تبلیغ کا نام دیا گیا-

۳- امان: اس مہینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اعلان فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری جانوں تمہارے مالوں اور تمہاری عزت و آبرو کو ویسی ہی عزت بخشی ہے جیسی کہ اُس نے حج کے مہینہ کو اور حج کے مقام مکہ معظمہ کو حُرمت عطا فرمائی ہے- اس عظیم واقعہ کی نسبت سے مارچ کو امان کا نام دیا گیا-

۴- شہادت: اپریل میں دُشمنانِ اسلام نے دو دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دھوکہ دہی اور غداری سے ۷۷ کے قریب اکابر صحابہؓ کو اپنے ہاں بُلا کر نہایت بے دردی سے شہید کر دیا- جو قرآنِ کریم کے حافظ تھے- اس شہادت کے واقعہ کی نسبت سے اس مہینہ کا نام شہادت رکھا گیا-

۵- ہجرت: اس مہینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں قیام فرمایا- یہ ماہ مئی

تھا جسے ہجرت کا نام دیا گیا۔

۶۔ اِحسان: جون کے مہینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاتم طائی کے قبیلہ طے کے اسیروں کو ازراہِ کرم واحسان آزادی بخشی۔ اس طرح اس مہینہ کا نام احسان رکھا گیا۔

۷۔ وفاء: جولائی میں غزوہ ذات الرقاع ہوا جس میں صحابہ کرامؓ نے شدتِ گرمی میں لمبا پیدل سفر کر کے صدق اور تسلیم و رضا کا نمونہ دکھایا حتّٰی کہ بعض کے پاؤں چھلنی ہو گئے۔ اور ناخن تک جھڑ گئے اس موقعہ پر صلوٰۃِ خوف کا حکم نازل ہوا۔ اس طرح جولائی کو ہجری شمسی کیلنڈر میں وفا کا نام دیا گیا۔

۸۔ ظُہور: ماہ اگست کو ظہور کا نام دیا گیا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیرونِ عرب اسلام کی اشاعت اور ظہور یعنی غلبہ کی بنیا د رکھی۔ جب کہ موتہ کے مقام پر آپؐ کے ایلچی حارث بن عمرؓ کو شہید کر دیا گیا۔ جس پر لشکر کشی کی گئی۔ آپؐ کے مقرر کردہ تین اُمراء یکے بعد دیگرے اس جنگ میں شہید کر دیئے گئے۔

۹۔ تبوک: ستمبر کے مہینہ میں صحابہ کرامؓ نے جنگ تبوک کے موقعہ پر اپنے اخلاص کا مختلف صُورتوں میں نمونہ پیش کیا اور اپنے اپنے رنگ میں اعلیٰ سے اعلیٰ جوہر ایمان دکھائے۔ چنانچہ ہجری شمسی تقویم میں تبوک نام دیا گیا۔

۱۰۔ اخاء: ماہ اکتوبر کو ہجری شمسی میں اخاء کا نام دیا گیا کیونکہ اس مہینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار میں سے ایک ایک مہاجر اور ایک ایک انصار کے درمیان اخوت کا تعلق قائم فرمایا جس کے نتیجہ میں باہمی تعلقات سگے بھائیوں سے بھی بڑھ کر ہو گئے۔

۱۱۔ نبوت: نومبر کے مہینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے منصبِ نبوت و رسالت بخشا۔ اس اعتبار سے مہینہ کا نام نبوت رکھا گیا۔

۱۲۔ فتح: ماہ دسمبر میں مکہ فتح ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دُشمنوں کو "لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ" کہہ کر عفوِ عام کا اعلان فرمایا۔ فتح کے اس عظیم تاریخی واقعہ پر ہجری شمسی کیلنڈر میں دسمبر کو فتح کا نام دیا گیا۔

بجٹ انصار اللہ سال ۲۰۰۲ء

مجلس انصار اللہ پاکستان کا نیا سال شروع ہو چکا ہے۔ تمام زعماء مجالس سے درخواست ہے کہ اپنی اپنی مجلس کا بجٹ ۲۰۰۲ء تشخیص کر کے ۳۱ جنوری تک ضرور ارسال فرمادیں۔ بجٹ میں سب انصار کو شامل کریں۔ صحیح اور پوری آمدنی پر بجٹ کی تشخیص ہونی چاہئے۔ نیز نیا بجٹ گذشتہ سال کے بجٹ سے کم از کم ۱۵ فیصد اضافہ کے ساتھ ہو۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(قائدِ مال انصار اللہ پاکستان۔ ربوہ)

مجلس انصار اللہ امریکہ کی مجلس شوریٰ اور بیسواں سالانہ اجتماع

رپورٹ: مکرم سید ساجد احمد صاحب- قائد اشاعت

مجلس انصار اللہ امریکہ کی نویں مجلس شوریٰ اور بیسواں سالانہ اجتماع ۱۹ر اکتوبر ۲۰۰۱ء کو (البیت) بیت الرحمٰن سلور سپرنگ SILVER SPRING میری لینڈ MARY LAND میں منعقد ہوئے- سینکڑوں احباب اور نمائندگان ملک کے ہر حصے سے بذریعہ کار، وین اور ہوائی جہاز تشریف لائے- بذریعہ ہوائی جہاز آنے والوں کو ائیر پورٹ سے لانے اور واپس لے جانا کا بھی عمدہ انتظام تھا- دورانِ قیام مقامی احباب نے اپنے گھر دور دراز سے آنے والے مہمانوں کی رہائش کے لئے پیش کئے- (البیت) بیت الرحمٰن کے لنگر خانے کے منتظمین نے بڑی محنت سے کیا- شوریٰ کے اجتماع کے تینوں روز موسم خوشگوار رہا- اس طرح شوریٰ اور اجتماع احسن طور پر منعقد ہوئے-

مجلس شوریٰ کا انعقاد: مجلس شوریٰ کا انعقاد ۱۹ر اکتوبر بعد نمازِ جمعہ ہوا، اور اس کی کارروائی رات گئے تک جاری رہی- مکرم ناصر محمود صاحب ملک صدر مجلس انصار اللہ امریکہ نے اپنے اختتامی خطاب میں انصار کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا- مکرم ڈاکٹر وجیہہ احمد باجوہ صاحب قائدِ عمومی مجلس انصار اللہ امریکہ نے سال گذشتہ کی شوریٰ کی تجاویز پر عمل درآمد کی رپورٹ پیش کی، مجالس کی طرف سے بھیجی گئی تجاویز اور ان میں سے شوریٰ میں غور کے لئے رکھی گئی تجاویز پیش کیں مکرم شیخ عبدالواحد صاحب قائد مال نے آئندہ سال کا بجٹ پیش کیا چار سب کمیٹیاں بنائی گئیں جنہوں نے تجاویز پر غور کر کے اپنی رپورٹیں پیش کیں- سب کمیٹیوں کی رپورٹوں پر نمائندگان نے اپنی آراء پیش کیں- اس سال کی مجلسِ شوریٰ کا آخری اور اہم حصہ صدرِ مجلس کا انتخاب تھا، جو مکرم مسعود احمد صاحب ملک جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ امریکہ کی صدارت میں ہوا- نمائندگانِ شوریٰ کی سفارشات حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خدمت میں منظوری کے لئے بھجوائی گئیں- جلسہ اور شوریٰ دونوں کے دوران جدید ذرائع ابلاغ اور پروجیکٹر بھی استعمال میں لائے گئے

سالانہ اجتماع کا انعقاد: مجلس انصار اللہ امریکہ کا بیسواں سالانہ اجتماع ۱۹ تا ۲۱ر اکتوبر ۲۰۰۱ء کو (البیت) بیت الرحمٰن سلور سپرنگ میری لینڈ (سنہری چشمہ، سرزمین مریم) میں منعقد ہوا- کئی سو انصار ملک کے دور و نزدیک سے اس اجتماع میں شرکت کے لئے تشریف لائے- نمازِ جمعہ کے بعد افتتاحی اجلاس میں مکرم ناصر محمود صاحب ملک نے حاضرین کو خوش آمدید کہا اور اجتماع کی روحانی اہمیت اور احیائے ایمان میں اس کے کردار کو اجاگر کیا- مکرم سید شمشاد احمد صاحب مربی سلسلہ نے انصار اللہ کا عہد دہرایا- اپنے افتتاحی خطاب میں جماعت احمدیہ کی تعلیمات کی روشنی میں انصار کی ذمہ داریاں بیان کیں...... آپ نے شادیوں کے آغاز ہی میں ناکام ہو کر طلاق پر منتج ہونے پر تشویش کا اظہار کیا اور مسئلہ کے حل کے بارے میں نصائح کیں-

علمی مقابلے: دورانِ اجتماع انصار کے علمی مقابلے منعقد ہوئے جن میں تلاوت کلام پاک، مطالعہ حدیث، تیار شدہ تقریر، فی

البدیہہ تقریر، مشاہدہ و معائنہ، پیغام رسانی، اردو نظم اردو خواں انصار کے لئے اور انگریزی خواں انصار کے لئے انگریزی نظم کے مقابلہ جات تھے۔ ایک بہت ہی دلچسپ مقابلہ معلوماتِ عامہ کا انصار کی ٹیموں کے درمیان ہوا۔

ورزشی مقابلے: صحت جسمانی سے متعلقہ مقابلوں میں مختلف فاصلوں کی دوڑیں، تیز چلنے، رسہ کشی، کلائی پکڑنے اور والی بال شامل تھے۔ ایک بہت ہی دلچسپ مقابلہ بھی ہوا جو گنگناتی کرسیوں کا تھا۔ پروگرام کے دوران انصار نے اپنا وقت ذکرِ الٰہی، اور ایک دوسرے سے مل کر اخوت کے تعلقات مضبوط کرنے میں گذارا۔ ہر دن کا آغاز نماز تہجد اور فجر سے ہوتا رہا۔

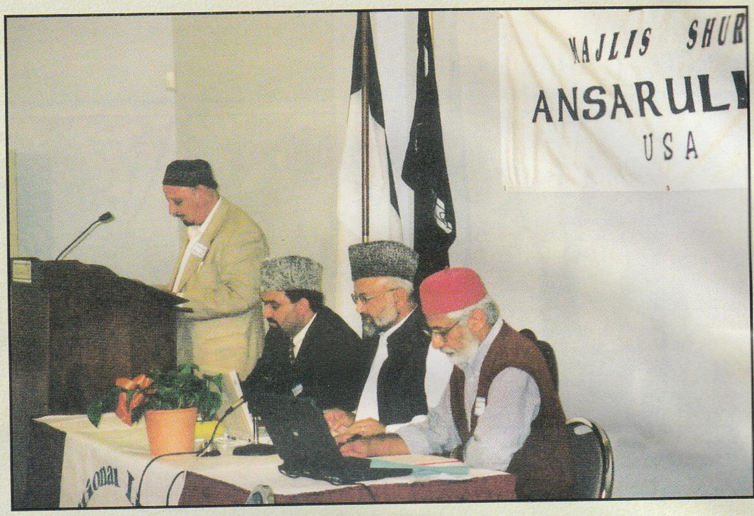
اختتامی اجلاس: اختتامی اجلاس میں محترم ناصر محمود صاحب ملک صدر مجلس انصار اللہ امریکہ نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ پچھلے سال رجسٹرڈ حاضرین کی تعداد ۱۸۴ تھی جبکہ اس سال ۲۵۱ تھی، عہدیداروں کے لئے تربیتی کلاس کا انعقاد ہوا تا کہ انہیں سالانہ پروگرام سے بخوبی متعارف کرایا جا سکے۔ تجدید کے ریکارڈ درست کرنے کی طرف خصوصی توجہ دی گئی۔

مجلس انصار اللہ امریکہ کی کارگزاری کا مختصر ذکر:

(۱) مکرم امیر صاحب امریکہ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے امریکی انصار کی کارروائیوں اور مطبوعات کا تذکرہ امریکہ سے باہر کے احمدی اخبارات و رسائل میں ہوا۔ (۲) شوریٰ میں بجٹ آمد و خرچ نمایاں اضافہ سے منظور ہوا۔ نیز انصار کے ہال کی تعمیر کے لئے گرانقدر وعدے لئے گئے۔ (۳) علاقائی اجتماع اور ۸ مقامی اجتماع، نیشنل اجتماع کے علاوہ منعقد ہوئے۔ (۴) سپینش زبان میں بیعت فارم، ایک عزیز کے نام خط مصنفہ محمد ظفر اللہ خان اور شرائط بیعت انگریزی میں، مجلس انصار اللہ امریکہ کی امسال کی تازہ مطبوعات ہیں۔ شعبہ اشاعت نے ۲۲۳۶ کتب بھجوائیں مجلس نے MTA کی ۱۶ ڈشیں اور ریسور آدھی قیمت پر مستحقین میں تقسیم کئے۔ شعبہ صحت جسمانی نے ۷ ہومیو پیتھی کٹس مجالس میں تقسیم کے لئے تیار کیں۔ شعبہ خدمتِ خلق، ایثار کے زیر انتظام امریکہ کے ایک شہر ملوا کی میں غربا کو کھانے مہیا کرنے کے لئے ایک مرکز قائم کیا۔

مکرم منیر حمید صاحب نائب امیر اور مکرم مسعود احمد صاحب ملک جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ امریکہ نے انعامات تقسیم کئے۔ ناسازی طبع کے باعث حضرت صاحبزادہ ایم ایم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ اجتماع میں تشریف نہ لا سکے محترم ملک صاحب نے حضرت امیر صاحب کے لئے دعا کی درخواست کی آخر میں مکرم ملک صاحب نے اختتامی خطاب سے نوازا۔ انہوں نے انصار کو نصیحت کی کہ وہ واپس جا کر نہ آنے والوں کو اجتماع کی برکات و فیوض سے آگاہ کریں تا کہ اگلے سال حاضری اس سال سے بھی بڑھ جائے۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے تبلیغ کی طرف توجہ کا ذکر کیا اور اس سلسلہ میں انصار کو ان کی اہم ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی اسی طرح موجودہ حالات میں جو قیمتی موقع دعوت الی اللہ کا پیدا ہوا ہے اس سے کما حقہ فائدہ اٹھاتے ہوئے دعوت الی اللہ، بچوں کی تربیت اور مال اور وقت کی قربانی کی اہمیت واضح کی۔ موصوف کے خطاب کے بعد مکرم منیر حمید صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔

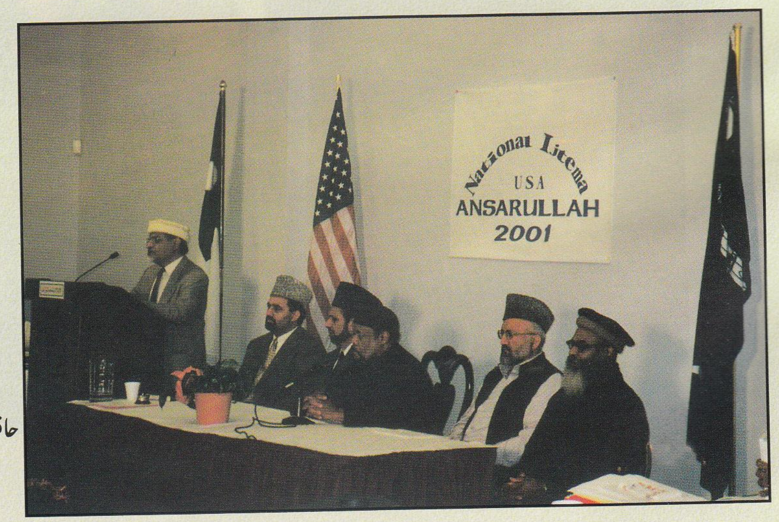
مجلس انصاراللہ امریکہ کے سالانہ اجتماع ۱۹-۲۰-۲۱-اگست ۲۰۰۱ء کے چند مناظر



دائیں سے بائیں
ڈاکٹر وجیہہ باجوہ صاحب قائد عمومی
ناصر محمود صاحب ملک صدر
حافظ سمیع اللہ صاحب نائب صدر صف اول
شیخ عبدالوحید صاحب قائد مال
بجٹ پیش کر رہے ہیں۔



مولانا مختار احمد صاحب چیمہ اور
مولانا شمشاد احمد صاحب ناصر مربیان سلسلہ
(مجلس سوال و جواب میں)



دائیں سے بائیں
نصیر اللہ صاحب نائب صدر
ملک ناصر محمود صاحب صدر
منیر حمید صاحب نائب امیر دوئم
مسعود احمد صاحب ملک جنرل سیکرٹری
اور
حافظ سمیع اللہ صاحب چوہدری نائب صدر صف اول

Monthly
ANSARULLAH

EDITOR:
NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. # : CPL - 92
January 2002



مجلس انصاراللہ امریکہ کے سالانہ اجتماع پر مقابلہ رسہ کشی کا ایک منظر



کلائی پکڑنے کے مقابلہ کا ایک منظر